فریڈرک اینگلز

سوشلزم

فکری — اور — عملی

مترجم

باری

ناشر

مکتبۂ اردو، لاہور

کارل مارکس کے دست راست فریڈرک اینگلز

نے اس کتاب کو جرمن زبان میں لکھا میں اسے

ایڈورڈ ایولنگ کے انگریزی ترجمہ سے اردو

میں پیش کر رہا ہوں۔

باری

لاہور

۲۰ اپریل ۱۹۳۹ء

سوشلزم

(۱)

جدید اشتراکیت نتیجہ ہے سماج کے طبقاتی تنازعات کا جو سرمایہ داروں اور مزدوروں میں پائے جاتے ہیں اور حاصل ہے اس تاراج کا جو پیدائش میں دکھائی دیتا ہے۔ نظری طور پر جدید اشتراکیت اٹھارہویں صدی کے فرانسیسی فلسفیوں کے پیش کردہ تصورات کی منطقی توسیع ہے۔ ہر جدید نظریہ کی طرح جدید اشتراکیت کا تعلق اور آغاز ان افراد سے ہوتا ہے جنہیں ہم ذہنی مفکرین کی جماعت کہتے ہیں۔ خواہ جدید اشتراکیت کے اسباب و علل مادی و معاشی حقائق ہی سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔

وہ افراد کبیر جنہوں نے فرانس میں انسانی اذہان کو آنے والے انقلاب کے لئے تیار کیا تھا۔ انتہائی درجہ انقلابی تھے۔ انہوں نے ہر قسم کے بیرونی اقتدار کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ مذہب، علوم طبعی، سماج اور سیاسی ادارے

ان فلسفیوں کے تنقیدی تیروں کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ ہر چیز کو اپنا وجود ثابت کرنے کے لئے عدالت عقل میں پیش ہونا تھا یا اپنے وجود سے ہاتھ دھونا تھا۔ اس زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے ہیگل کہتا ہے کہ دنیا اپنے سر کے بل کھڑی تھی۔ اولاً یہ کہ انسان عقل و دانش سے کام لے کر اپنے تمام اداروں کو منطقی خطوط پر چلا رہا تھا۔ اور ثانیاً اس سے یہ امر بھی مراد ہے کہ انسانوں نے آہستہ آہستہ پرانے اور فرسودہ ہے قوانین کو سر کے بل الٹ دیا۔ اس زمانہ کے سماج حکومت اور ہر قدیم روایت کو غیر استدلالی کہکر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔ اس سے قبل انسانوں کی رہنمائی توہمات اور تعصبات کے قبضہ میں تھی۔ لیکن اب ماضی کا ہر واقعہ قابل نفرت ہو چکا تھا۔ پہلی مرتبہ دن کی روشنی دکھائی دی عقل و دانش کی مملکت قائم ہوئی۔ آئندہ کے لئے قرار پایا کہ توہمات بےانصافی مراعات اور ظلم پر ابدی صداقت' ازلی حق غالب آئے۔ ایک ایسی مساوات قائم کر دی جائے جس کا تعلق انسانی حقوق سے کبھی جدا نہ ہو سکے۔

آج ہمیں معلوم ہوا کہ عقل و دانش کی یہ حکومت بورژوا روایات سے زیادہ اور کچھ نہ تھی اور یہ ابدی حق بورژوا عدل کی صورت میں رونما ہوا۔ اور مساوات کا بلند بانگ دعویٰ بورژوا مساوات سے آگے نہ بڑھ سکا۔ بورژوا ملکیت کو نوع انسانی کا سب سے بڑا حق تصور کیا گیا۔ عقل و دانش کی حکومت اور روسو کی

۹ ـ فلسفہ تاریخ :۔ ہیگل

"میثاق ملی ظہور میں آئی۔ اور صرف دیموقراطی بورژوا جمہوریت کی صورت میں۔ اٹھارہویں صدی کے بڑے بڑے مفکر اپنے پیش رؤوں کی طرح اپنے زمانہ کے حالات اور ماحول سے آگے نہ بڑھ سکے۔

جاگیرداروں کی مخالفت کے ساتھ ساتھ کاہل امیروں اور محنت کش غریبوں میں بغض و عناد کے جذبات پرورش پا رہے تھے۔ اسی ایک سبب نے بورژوا طبقہ کے لئے اس امر کا امکان پیدا کر دیا تھا کہ وہ آگے بڑھ کر اپنے آپ کو کسی خاص طبقہ کے نمائندے ظاہر نہ کریں۔ بلکہ مظلوم و مجبور نوع انسانی کے نجات دہندے۔ مزید برآں ابتدا ہی سے بورژوا طبقہ اس مضمون کا حامی تھا کہ سرمایہ بغیر اجرتی مزدوروں کے زندہ نہیں رہ سکتے اور یہ کہ ازمنہ وسطیٰ کا جاگیردارانہ نظام جس تناسب سے بورژوی صورت اختیار کر رہا ہے اسی تناسب سے اجرتی مزدور پرولتاریہ کی شکل اختیار کر رہے ہیں۔ اگرچہ بورژوا نے اشرافیہ سے اپنے زمانہ کے محنت کش طبقہ کے مفاد کے لئے جنگ کی تاہم ہر بڑی بورژوا تحریک میں اس جماعت کے آزادانہ اعلان ہوتے رہے جس نے موجودہ پرولتاریہ کی صورت اختیار کی۔ مثال کے طور پر جرمن تحریک اصلاح اور کسان جنگ میں تھامس منزر، انگلستانی انقلاب کے لیولرز اور فرانس کے انقلاب عظیم میں بابوف۔

اس جماعت کے متعلق جو ابھی ظہور میں نہیں آئی تھی نظری طور پر کافی ثبوت

ملتے ہیں۔ سولہویں اور سترہویں صدی کے نظری مفکروں اور اٹھارہویں صدی کے اشتراکی فلسفیوں میں اس آنے والی جماعت کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ مساوات کا مطالبہ صرف سیاسی حقوق تک ہی محدود نہ رہا۔ بلکہ یہ مطالبہ افراد کی نجلی زندگی پر بھی حاوی ہونے لگا۔ نہ صرف طبقہ وارانہ مراعات کا خاتمہ مقصود تھا۔ بلکہ طبقاتی امتیازات کو بھی ختم کر دینا تھا۔ ابتدا میں اشتراکیوں نے اہل اسپارٹا کی طرح زندگی کی لذتوں سے کنارہ کش رہنا ہی اشتراکیت متصور کیا۔ اس کے بعد تین تخیلی سوشلسٹوں کا دور آیا۔ سین سائمن کے نزدیک طبقہ متوسطہ کی تحریک پیدائش سرمایہ کے ساتھ ساتھ ایک خاص قسم کی اہمیت رکھتی تھی۔ دوسرا فکری سوشلسٹ فوریر تھا۔ تیسرا اووِن جو اس ملک میں تھا جہاں سب سے پہلے سرمایہ داری نے ترقی کی اور جہاں سرمایہ و محنت میں سب سے زیادہ کشیدگی تھی۔ اووِن انگلستان سے طبقاتی امتیازات مٹانے کے لئے فرانسیسی مادیت کی تائید میں تھا۔

سین سائمن، فوریر اور اووِن میں ایک امر مشترک ہے۔ ان میں کوئی ایک بھی پرولتاریہ کے مفاد کی نمائندگی کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ جو تاریخی طور پر اس زمانہ میں پیدا ہو رہا تھا۔ فرانسیسی فلسفیوں کی طرح انہوں نے کسی خاص طبقہ کی نجات کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ ساری نوع انسانی کا۔ ان فلسفیوں کی طرح وہ بھی عقل و دانش اور ابدی عدل کی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے لیکن انکی حکومت اور فرانسیسی فلسفیوں کی حکومت میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔

ہمارے ان تین مجلسی مصلحین کے نزدیک بورژوا دنیا جیسا کہ فرانسیسی
فلسفیوں نے سمجھا ایسی ہی غیر استدلالی اور غیر منصف ہے جیسا کہ جاگیردارانہ
نظام اور اس لئے اسے بھی سماج کے دوسرے اداروں کی طرح خاک میں ملا دینا
چاہئے۔ اگر اس وقت تک خالص عقل و دانش کی دنیا پر حکومت قائم نہیں
ہو سکی تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انسان اسے سمجھ نہیں سکا جس چیز کی
ضرورت تھی وہ ایک فطین انسان تھا۔ جو اب پیدا ہو چکا تھا۔ اور جس نے
صداقت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اس انسان کی تخلیق ایک ہونیوالا حادثہ
نہیں بلکہ ایک خوشگوار واقعہ ہے۔ وہ آج سے پانچ سو سال پہلے پیدا ہو کر
نوع انسان کی پنج صد سالہ حماقتوں، جنگوں اور مصیبتوں کو روک سکتا تھا۔ ہم
دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح اٹھارھویں صدی کے فرانسیسی فلسفیوں نے جو
انقلاب کے پیشرو تھے عقل و دانش کو تمام موجودات کے لئے معیار مقرر کیا
ایک عقلی حکومت اور ایک عقلی مجلس کی تشکیل۔ ہر وہ چیز جو عقل و حکمت کے
مخالف تھی۔ اسے ختم کر دینا چاہئے ۔ ہم یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ یہ ابدی عقل
اٹھارھویں صدی کی شہریت کے مفہوم سے زیادہ نہ تھی۔ انقلاب فرانس نے
اس عقلی حکومت اور عقلی سماج کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔
لیکن اشیا کا جدید نظام ابتدائی حالات کی نسبت اگرچہ عقلی تھا۔ تاہم
وہ کلیۃً عقلی دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ریاست جس کی بنیاد عقل پر قائم تھی۔ زیادہ

دیرپا نہ رہ سکی۔ روسو کا معاہدہ عمرانی "عہد خطرہ" کی صورت میں رونما ہوا اس "عہد خطرہ" سے بورژوا جو اپنی سیاسی صلاحیت کا اعتماد کھو چکا تھا۔ ابتدا میں نظامت کی بدنظمیوں میں پناہ گزین ہوا اور آخر کار نپولینی استبداد کے زیر سایہ پناہ گزین ہوا۔ موعودہ ابدی امن نے غیر مختتم فاتحانہ جنگوں کی صورت اختیار کر لی اس سماج کا انجام اچھا نہ ہوا جس کی بنیاد عقل پر رکھی گئی تھی۔ امیر اور غریب کی دشمنی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ حالانکہ اس انقلاب کے پیش نظر عمومی فلاح کے دروازے کھل جانے چاہئے تھے۔ لیکن گلڈ اور دوسرے مراعات کے چھن جانے ... اور کلیسا کے خیراتی ادارہ کے مٹ جانے سے غریبوں کے افلاس میں اضافہ ہوا۔

جاگیردارانہ زنجیروں سے نکل کر "ملکیت کی آزادی" سے سرمایہ داری کو بہت زیادہ ترقی حاصل ہوئی۔ سرمایہ داروں نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ ملکیت کی آزادی عوام کے لئے ملکیت سے آزادی بن گئی۔ سرمایہ دارانہ بنیادوں پہ انڈسٹری کی ترقی نے محنت کش طبقہ میں افلاس اور تباہی مسلّط کر دی۔ کارلائل کی اصطلاح میں نقد ادائیگی انسان اور انسان کے درمیان تعلقات کا واحد ذریعہ باقی رہ گیا۔ ہر سال جرائم کی فہرست میں اضافہ ہوتا رہا قبل ازیں ازمنہ وسطیٰ کی برائیوں کو روز روشن میں کیا جاتا اور اب اگرچہ یہ برائیاں پس پردہ ہو چکی تھیں۔ لیکن ان کی جگہ بورژوا برائیاں جو اس وقت

تنگ مکانوں میں محدود تھیں عام ہو گئیں تجارت کا مقصد کم و بیش دجل و فریب رہ گیا۔ انقلابی نعرہ کی اخوت تجارتی مسابقہ کی رقابتوں میں ظاہر ہوئی ظلم و ستم کی جگہ بدنظمی اور تلوار کی جگہ دولت نے لے لی۔ شب اوّل کے حقوق جاگیرداروں کے ہاتھ سے نکل کر سرمایہ داروں کے قبضہ میں چلے گئے بدکاری حد سے زیادہ بڑھ گئی شادی کا وہی پرانا دستور ——— آئینی ذریعہ بدکاری ——— رہا۔ اس کے علاوہ سیاہ کاریوں کے مزید سیکڑوں مواقع تھے۔

مختصراً فلسفیوں کے شاندار وعدوں اور "کامرانی دانش" سے پیدا شدہ مجلسی اور سیاسی ادارے حد درجہ مایوس کن تصویریں پیش کرتے تھے جس چیز کی اشد ترین ضرورت تھی وہ ایسے لوگ تھے جو اس مایوسی کی ترتیب و تدوین کرتے اور وہ صدی کے اختتام پر ظاہر ہوئے۔ ۱۸۰۲ء میں سینٹ سائمن کے خطوط جینوا شائع ہوئے۔ ۱۸۰۸ء میں فوریر کی پہلی کتاب دکھائی دی۔ اگرچہ اس کے نظریہ کا آغاز ۱۷۹۹ء سے ہو چکا تھا۔ یکم جنوری ۱۸۰۰ء کو رابرٹ اوون نیو لنارک کی راہ پر گامزن ہوا۔

اس زمانہ میں سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش اور اس سے متعلقہ سرمایہ و محنت کی کش مکش غیر مکمل صورت میں تھی۔ جدید انڈسٹری جو انگلستان میں کافی ترقی کر چکی تھی۔ فرانس میں نامعلوم تھی۔ جدید انڈسٹری سے نہ صرف وہ کش مکش پیدا ہوتی ہے جو سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش کو ختم کرنے کے

۱۸۴۸ء

لئے ضروری ہے۔ بلکہ وہ کشمکش بھی ظہور میں آتی ہے جس کا تعلق عناصر پیدائش اور ذرائع مبادلہ سے ہوتا ہے۔ دوسری طرف ان خوفناک ذرائع پیدائش کے اسباب کو ختم کرنے کی جدوجہد بھی پیدا ہوتی ہے۔ اگر ان حالات کے پیش نظر ۴۸ کے قریب جدید مجلسی نظام کے خلاف کشمکش پیدا ہو رہی تھی تو اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ انہیں ختم کرنے کی کوشش کا آغاز ہو چکا تھا۔ پیرس کے غریب عوام عہد خطرہ میں چند لمحات کے لئے کامیاب ہو گئے اور اس طرح انہوں نے بورژوا انقلاب کی رہنمائی کی۔ لیکن ایسا کرنے سے انہوں نے محض یہ ثابت کر دیا کہ اس غلبہ کا زیادہ دیر تک قائم رکھنا ان حالات کے پیش نظر ناممکن تھا۔ ان غریب عوام سے پرولتاریہ نے اپنا سر نکالا۔ اگرچہ پرولتاریہ آزادانہ طور پر سیاسی افعال کے ناقابل تھا۔ وہ اپنی مدد کے نااہل تھا۔ اعانت کہاں سے آتی؟ بیرونی یا بالائی!

یہ تاریخی صورت حالات اشتراکیت کے بانیوں پر بھی غالب رہی۔ ناکمل سرمایہ دارانہ پیدائش، اور نامکمل طبقاتی حالات نے نامکمل نظریات پیش کئے۔ مجلسی مسائل جو غیر ترقی یافتہ معاشی حالات کی آغوش میں پنہاں تھے۔ فکری فلسفیوں نے ان کا حل انسانی ذہن میں تلاش کرنا شروع کیا۔ معاشرت سوائے حماقتوں کے اور کچھ پیش نہیں کرتی تھی ان حماقتوں کو رفع کرنا عقل و دانش کا کام تھا۔ یہ ضروری تھا کہ ایک نیا اور مکمل مجلسی نظام تلاش کیا

جائے اور اس نظام کو نشر و اشاعت کے ذریعہ سماج پر عائد کیا جاتے اور جہاں کہیں اس امر کا امکان ہو وہاں مثالی تجربات سے کام لیا جائے۔ یہ چونکہ مجلسی نظام فکری ہونے کی حیثیت سے ناکام ہو چکا تھا جس قدر زیادہ ان خیالی نظاموں پر تفصیل سے عمل کیا جاتا اسی قدر زیادہ توہمات پیدا ہوتے

ان حقائق کو تسلیم کرنے کے بعد ہمیں اس امر کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ ہم ان واقعاتِ ماضی پر مزید بحث و تجسس کرتے چلے جائیں۔ ہم ایسے ادیبوں کی اس جماعت کے سپرد کرتے ہیں جو اس قسم کے توہمات کے متعلق اظہار خیال کرتی ہے۔ اور ہمیں آج ان پر ہنسی آتی ہے۔ ہم خوش ہیں کہ وہ اعلیٰ اور بلند افکار جن کے چھپانے کے لئے جد و جہد کی جا رہی تھی۔ وہ آخر ظاہر ہو کر رہے اور اس حقیقت سے یہ لوگ بے خبر ہیں۔

سین ساٹمن انقلاب فرانس کا فرزند تھا۔ انقلاب کے رونما ہونے پر اس کی عمر مشکل سے تیس برس تھی۔ انقلاب فرانس ایک فتح تھی محنت کش عوام کی کاہل اور بےکار جاگیرداروں اور پادریوں پر۔ لیکن تیسرے طبقہ کی کامیابی نے ظاہر کر دیا کہ یہ کامیابی تیسرے طبقہ کی ایک خاص جماعت کی ہے۔ بورژوا۔ انقلاب کے دوران میں بورژوا جماعت کے اشرافیہ اور کلیسا کی جائدادیں ضبط اور فروخت کرنے اور قوم کو عسکری اجارہ داریوں کے نام سے فریب دے کر بہت زیادہ دولت پیدا کر لی۔ یہ لوگ سٹہ بازوں

کا غلبہ تھا۔ جس کی وجہ سے دورِ نظامت میں فرانس تباہی کے کناروں تک پہنچ گیا اور آخر کار نپولین کو عسکری تغلب کا موقعہ دیا۔

چنانچہ سین سائمن کے نزدیک تیسرے طبقہ اور مراعاتی طبقات کی کش مکش نے "مزدوروں اور کاہلوں" کی کش مکش کی صورت اختیار کر لی۔ ان کاہلوں کا تعلق نہ صرف "مراعاتی طبقات" سے تھا۔ بلکہ ان میں وہ لوگ بھی شریک تھے جو پیدائش اور تقسیم میں حصہ لینے کے بغیر ان کے ذرائع آمدنی پر زندگی بسر کرتے اور مزدور نہ صرف اجرتی مزدور تھے۔ بلکہ دستکار تاجر اور ساہوکار۔ یہ کاہل ذہنی رہنمائی اور سیاسی برتری کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ اور بیدار انقلاب نے آخر کار ثابت کر دیا۔ غریب طبقات میں بھی اس قسم کی صلاحیت نہیں تھی۔ ان حالات میں کون رہنمائی کرتا؟

سین سائمن کے نزدیک سائنس اور انڈسٹری ایک نئے مذہبی تعلق کے اتحاد کی وجہ سے مذہبی تصورات کے اس اتحاد کو پیدا کریگی جو تحریک اصلاح کے زمانے سے نابود تھا ——— ایک راہبانہ نصرانیت۔ لیکن سائنس کیا تھی؟ علماء اور فضلا کی ایک جماعت، اور انڈسٹری کیا تھی؟ بورژوا، کارخانہ دار، سوداگر اور ساہوکار۔ سین سائمن کی آرزو تھی۔ کہ بورژوا کو جمہور کے سہارے دار رہنا کر انہیں مجلسی امین مقرر کیا جائے۔ اور وہ مزدوروں پر حکمران ہوں انہیں معاشی مراعات حاصل ہوں۔ سین سائمن کے نزدیک تمام

کے برعکس حالات رونما ہو رہے ہیں۔

فوریر نہ صرف ایک نقاد ہے۔ بلکہ اس کی سنجیدہ سیرت نے اسے ایک ہجو نگار بنا دیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ ہر زمانہ کے لئے بہت بڑا ہجو نگار ہے۔ وہ پر زور اور دلکش انداز میں ان حالات کو پیش کرتا ہے۔ جو انقلاب فرانس کے بعد رونما ہوئے۔ اس زمانہ کی فرانسیسی تجارت کے بنیا پن کو دلفریب انداز میں پیش کرتا ہے۔ وہ بورژوا کے جنسی تعلقات کو استادانہ طرز میں ادا کرتا ہوا بورژوا سماج میں عورتوں کے درجہ کو پیش کرتا ہے۔ وہ سب سے پہلا مفکر ہے جس نے حریت عامہ کا معیار عورتوں کی آزادی کو قرار دیا۔

لیکن فوریر کا کمال سماج کی تاریخ کے تصور میں پنہاں ہے۔ وہ سماج کی ساری تاریخ کو ان درجوں میں تقسیم کرتا ہے۔ وحشت۔ بربریت اور تہذیب۔ وہ تہذیب کو بورژوا سماج قرار دیتا ہے۔ اور اس کے نزدیک اسکا آغاز سولھویں صدی کے مجلسی نظام سے شروع ہوتا ہے۔ وہ ثابت کرتا ہے۔ کہ:-

"مہذب دور میں ہر وہ بدی دکھائی دیتی ہے۔ جو دور بربریت میں سادہ انداز میں کی جاتی تھی۔ اور جو اس دور میں پیچیدہ اور منافقانہ صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تہذیب ایک دائرہ میں چکر کاٹتی ہے۔ تہذیب میں افلاس کثرت پیدائش کی وجہ سے نمودار ہوتا ہے"۔

تہذیب ایسے تضاد کو پیدا کرتی ہے جس کا حل اس کے پاس نہیں ہوتا چنانچہ تہذیب جس مقصد کے حصول کا دعویٰ کرتی ہے۔ اس سے بالکل الٹے مقام کی طرف رُخ کرتی ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ فوریر نے دایالیکتک فلسفہ کو اسی استادانہ رنگ میں پیش کیا۔ جیسے اُس کے ہم عصر ہیگل نے اُسی دایالیکتک سے اُس نے غیر محدود انسانی تکمیل کو ثابت کیا ہے۔ اس کے نزدیک تاریخی مظہر کا دورِ عروج اور زمانہ انحطاط ہوتا ہے۔ اور وہ اِس مشاہدہ کا اطلاق ساری نوعِ انسانی پر کرتا ہے جسطرح کانٹ نے علوم طبعیہ میں زمین کی تباہی کا تصوّر پیدا کیا۔ فوریر نے اسی طرح تاریخی علوم میں ساری نوعِ انسانی کی تباہی کا تصوّر داخل کیا۔

جب فرانس میں انقلاب کی آندھی چل رہی تھی۔ اس وقت انگلستان میں ایک خاموش لیکن بہت بڑا انقلاب رونما ہو رہا تھا۔ بھاپ اور نئی مشینری نے جدید انڈسٹری میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ بورژوا سوسائٹی کی ساری عمارت میں انقلاب پیدا ہو چکا تھا۔ سماج میں بڑی سرعت سے بورژوا اور پرولتاریہ جماعتیں پیدا ہو رہی تھیں یہاں دونوں طبقات کا درمیانی طبقہ جو پہلے دستکاروں اور چھوٹے چھوٹے دُکانداروں کی صورت میں اچھی زندگی بسر کرتا تھا۔ اب انتہائی درجہ افلاس و مصائب کا شکار ہو گیا۔

پیدائش کا جدید ذریعہ ابھی اپنے عروج کے ابتدائی دور میں تھا اسلئے

اجتماعی پیدائش پر ساہوکاروں کا غلبہ ہونا چاہیئے۔ یہ تصور اس وقت تسلیم شدہ تھا۔ جب فرانس میں جدید انڈسٹری اور سرمایہ و محنت کی کش مکش کا آغاز تھا۔ لیکن سین سائمن سب سے زیادہ اس طبقہ کی تقدیر پر روتا ہے جو تعداد اور مصائب میں سب سے زیادہ ہے۔

سین سائمن اپنے مکتوبات جینوا میں یہ مسئلہ پیش کر چکا ہے۔ کہ "سب لوگوں کو کام کرنا چاہیئے۔" انہی مکتوبات میں وہ اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ "عہدِ خطرہ" بے سروسامان عوام کی حکومت تھی۔ وہ ان بے سروسامان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ "دیکھو! جب تمہارے ساتھیوں کو فرانس میں غلبہ حاصل ہوا۔ تو اس وقت کیا ہوا؟ وہ اپنے ہمراہ قحط لائے۔" لیکن انقلاب فرانس کو نہ صرف اشرافیہ اور بورژوا کی طبقاتی جنگ بلکہ اشرافیہ، بورژوا اور بے سروسامانوں میں طبقاتی کش مکش کا ۱۸۰۲ء میں اعلان کرنا ایک دریافت سے کم نہیں۔ ۱۸۱۶ء میں سین سائمن نے اعلان کیا کہ سیاسیات پیدائش کا علم ہے۔ وہ اس امر کی پیشگوئی کرتا ہے کہ سیاسیات بالآخر معاشیات میں مدغم ہو کر رہ جائے گا۔ یہ خیال کہ معاشی حالات سیاسی اداروں کے اسباب ہوتے ہیں معمولی طور پر پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود سین سائمن نے اس خیال کو ظاہر کیا کہ مستقبل میں سیاسی حکومت کا دور ختم ہو کر پیدائش اشیاء کی تنظیم اس انداز میں ہو گی جسے ہم "ریاست کا خاتمہ" کہتے ہیں۔ اور جس کے متعلق حال ہی میں اس قدر

شور و غل پیدا ہوا تھا۔

۱۸۱۴ء میں جب اتحادی پیرس میں داخل ہوئے اور ۱۸۱۵ء میں جنگ چند روزہ کے بعد سین سائمن نے اپنے ہم عصروں پر یہ کہکر یہ تزی ظاہر کی کہ یورپ کے کامیاب ارتقا اور امن کے لئے ضروری ہے کہ فرانس اور انگلستان آپس میں متحد ہو کر جرمنی سے اتحاد کریں۔ ۱۸۱۵ء میں فرانس کو یہ مشورہ دینا کہ وہ واٹرلو کے فاتحین سے اتحاد کرے ایک بہت بڑی جرأت اور تاریخی دور اندیشی ہے۔

اگر ہم سین سائمن میں ان نظریات کو دیکھتے ہیں جسے بعد کے سوشلسٹوں کے تصورات نے سین سائمن میں ابتدائی صورت میں دیکھا۔ لیکن ہم فوریر کو حول اور سماج کے خلاف تنقید کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ فوریر انقلاب سے پہلے کے بورژوا رہنماؤں اور ان کے تصورات کو خود ان کے الفاظ میں جھٹلاتا ہے وہ بورژوا دنیا کی مادی اور اخلاقی بدحالی کو بے نقاب کرتا ہے۔ وہ ان حالات کا ابتدائی فلسفیوں کے مواعید سے مقابلہ کرتا ہے جو سماج پر صرف عقل کی حکمرانی کے قائل تھے۔ وہ ان مواعید سے مقابلہ کرتا ہے۔ جن کی رو سے ایک ایسی عالمگیر تہذیب کا امکان تھا جس میں مکمل مسرت اور امن ہو۔ فوریر ان مواعید کا اپنے ہم عصر بورژوا طبقہ کی دل خوش کن اور رنگین اصطلاحات سے مقابلہ کرتا ہے۔ وہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ کس طرح ہر مقام پر ان اصطلاحات

حدِ اعتدال سے تجاوز نہیں کر گیا تھا۔ اُس زمانہ کے موجودہ حالات کے مطابق
لیکن اس کے باوجود پیدائش کا یہ جدید ذریعہ مجلسی عیوب پیدا کر رہا تھا۔ بے
سروسامان لوگوں کا بڑے بڑے شہروں میں چلے آنا۔ ہر نوعیت کے اخلاقی قانون
کی شکست و ریخت۔ خاندانی تعلقات کا انقطاع۔ کثرت کار۔ خاصکر بچوّں اور
عورتوں کے لئے محنت کش طبقہ کا اخلاق باختہ ہو جانا۔ جدید ماحول کی تخلیق
دیہاتوں سے شہروں کی طرف ہجرت۔ زراعت سے جدید انڈسٹری کی طرف
اقدام۔ قومی اور مضبوط ذرائع زیست کی جگہ غیر یقینی اور ہر روز بدل جانیوالے
حالات ہ

اس نازک موقعہ پر ایک کارخانہ دار مصلح نمودار ہوا۔ اس کی عمر ۲۹ سال
تھی۔ اس کی سیرت میں بچوّں ایسی سادگی پائی جاتی تھی۔ اس کا شمار نوع
انسان کے چند مصلحین میں ہوتا ہے۔ رابرٹ اووِن نے مادہ پرست فلسفیوں کے
عقائد اختیار کر لئے تھے۔ اس شخص کی سیرت نتیجہ ہے وراثت اور انفرادی ماحول
کے تاثرات کا۔ اور خاصکر اس کی زندگی کے ارتقائی مراحل کا صنعتی انقلاب میں
اس کے رفقائے کار نے بدنظمی اور گڑبڑ کی وجہ سے بڑی سرعت کے ساتھ اپنی
اپنی دولت میں اضافہ کیا۔ رابرٹ اووِن نے اس بدنظمی اور گڑبڑ میں اپنے
نظریات کے ذریعہ اصلاحات کا موقعہ پایا۔ وہ اپنے ان نظریات کا تجربہ مانچسٹر
کے اس کارخانے میں کر چکا تھا جب وہ پانسو مزدوروں کا ناظم تھا ۔ ۱۸۰۰ء سے

۱۸۲۹ تک اس نے ان خطوط پر نیو لنارک (سکاٹ لینڈ) کے ایک پارچہ بافی کے کارخانہ میں کامیابی سے کام کیا۔ رابرٹ اوون کی اس کامیابی سے اُسے یورپی شہرت حاصل ہو گئی۔ اخلاق باختہ آبادی جو آہستہ آہستہ اڑھائی ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ اسے اس نے ایک مثالی نو آبادی بنا دیا جس میں سے نوشی پولیس، مجسٹریٹ، مقدمات، آئین افلاس، اور خیرات کا وجود تک نہیں تھا۔ یہ سب رابرٹ اوون نے اس لئے کیا۔ کہ انہیں زندگی بسر کرنے کے قابل بنایا جا سکے۔ اور نئی نسل کی تربیت کی جا سکے۔ وُہ بچوں کے سکولوں کا بانی تھا۔ اس نے سب سے پہلے نیو لنارک میں انہیں جاری کیا۔ دو سال کی عمر میں بچوں کو سکول بھیج دیا جاتا تھا۔ وُہ اُن سکولوں میں اس قدر خوش و خرم رہتے۔ کہ انہیں اُن کے گھروں تک پہنچانا مشکل ہو جاتا۔ جب دوسرے مزدوروں کو ۱۳ یا ۱۴ گھنٹے روزانہ کام کرنا پڑتا تھا۔ اس وقت نیو لنارک کے مزدور ساڑھے دس گھنٹے روزانہ کام کرتے تھے۔ جب کپاس کے بحران نے چار ماہ تک مزدوروں کو بیکار بنائے رکھا۔ تو رابرٹ اوون کے مزدوروں کو ان ایام کی پوری اُجرت ملی۔ اور اس کے باوجود کاروبار میں دوگنا اضافہ ہوا۔ اور کارخانہ کے مالکوں کو بہت زیادہ منافع ملا۔

ان تمام امور کے باوجود رابرٹ اوون مطمئن نہیں تھا۔ جو سامان زیست اپنے مزدوروں کے لئے مہیا کر رہا تھا۔ وُہ اس کے نزدیک انسانوں

کے لئے ناقابل تھا" لوگ میرے رحم وکرم کے غلام تھے"۔ رابرٹ اوون کے مزدور نسبتاً موافق حالات میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ لیکن پھر بھی ان کی محنتی صلاحیتوں کا صلہ دینے کے لئے یہ مراعات ناکافی تھیں۔ اُن کی سیرت اور ذہن میں استدلالی ارتقا پیدا نہیں ہو سکتا تھا:۔

" اور اِس کے باوجود ان ۲۵۰۰ مزدوروں کے اوقاتِ کار سے سماج کے لئے اتنی دولت پیدا ہو رہی ہے جس کے لئے نصف صدی پیشتر چھ لاکھ مزدوروں کی محنت کی ضرورت تھی۔ میں اپنے آپ سے یہ دریافت کرتا تھا۔ کہ وہ فرق کہاں جاتا ہے۔ جو پچیس سو اشخاص کی کیفیت اور دو لاکھ کی کیفیت سے پیدا ہوتا ہے۔"[1]

جواب بالکل واضح تھا۔ کارخانہ کے مالکوں کو ان کے سرمایہ پر پانچ فیصدی منافع مِل رہا تھا تین لاکھ پونڈ جو ظاہر منافع تھا۔ وہ بھی اِس میں شامل ہے۔ اسی سبب سے نیو لنارک انگلستان کے سب سے بڑے کارخانوں میں شمار ہوتا تھا۔

" اگر یہ نئی دولت مشینری سے تیار نہ کی جاتی۔ تو نپولین کے خلاف یورپ کی لڑائیاں اور سماج کے اشرافیہ اصولوں کی حمایت نہ ہو سکتی اور یہ نئی قوت مزدور طبقہ کی پیدا کردہ تھی"۔

---

[1] ذہن اور عمل میں انقلاب۔ ص ۲۱

اس لئے اس نئی قوت کے اثمار اُن کی ملکیت ہونے چاہیئیں۔ جب یہ
پیدا شدہ ہولناک ذرائع پیدائش جن کا اب تک استعمال یہ تھا کہ چند رذیل
اپنی دولت میں اضافہ کریں۔ اور عوام کو افلاس اور غلامی کا شکار کیا جائے
لیکن رابرٹ اوون نے ان حالات سے ایک نیا سماج پیدا کرنا چاہا۔ اس کے
نزدیک ذرائع پیدائش سب کی مشترکہ ملکیت اور عوام کی بھلائی کیلئے تھے۔

اوون کی اشتراکیت کی بنیاد بالکل کاروباری تھی۔ اس نے عمر بھر
اس کی عملی ہیئت کو فراموش نہیں کیا۔ چنانچہ ۱۸۲۳ میں اس نے آئرستان
کی مصیبتوں کا علاج اشتراکی نوآبادیات پیش کیا۔ اور ان نوآبادیوں کو قائم کرنے
کے اخراجات اور سالانہ ادخال و اخراج کا اندازہ بھی لگایا۔ اور مستقبل کے
متعلق اس کی اسکیم اس قدر مکمل تھی۔ اگر اسے ایک مرتبہ قبول کر لیا جاتا۔ تو
عملی زاویہ نگاہ سے اس کی تفصیلات کی مخالفت میں بہت کم کہنا پڑتا +

رابرٹ اوون کا اشتراکیت کی طرف اقدام اس کی زندگی میں بہت بڑا
تغیر تھا۔ جب تک وہ محض ایک انسان دوست تھا۔ اس کے کارناموں کی
ستائش، دولت، تعریف، عزت اور شوکت سے ہوتی رہی۔ وہ یورپ کا
سب سے زیادہ ہردلعزیز انسان تھا۔ اس کے مشوروں کو نہ صرف اس کی
جماعت کے افراد بلکہ مدبر اور شہزادے بڑے غور سے سنتے۔ لیکن جب
وہ اشتراکی نظریوں کو لیکر نکلا تو یہ دوسرا معاملہ تھا۔ اس کی مجوزہ مجلسی

اصلاحات کی راہ میں تین بڑی رکاوٹیں تھیں۔ ذاتی ملکیت، مذہب اور شادی کی موجودہ صورت، وہ جانتا تھا کہ اگر اُس نے ان پر حملہ کیا۔ تو اُسے قانون شکن، اور سرکاری سماج کا باغی کہلائے جانے کے علاوہ اپنی مجلسی عزت سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ لیکن اُس نے نتائج سے بے خوف ہو کر اپنے کام کو جاری رکھا۔ اور جو کچھ اس نے خیال کیا تھا۔ وہ ہو کر رہا سرکاری سوسائٹی سے خارج کر دیا گیا۔ پریس نے اس کے خلاف متحدہ سازش کی امریکہ میں اشتراکی تجربات کی ناکامی نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ وہ براہ راست محنت کش طبقہ میں شریک ہو کر تیس سال تک مزدوروں میں کام کرتا رہا۔ انگلستان کی ہر مجلسی تحریک اور مزدوروں کی بہتری کے ہر اقدام کے ساتھ رابرٹ اووِن کا نام وابستہ ہے۔ پانچسال کی جد و جہد کے بعد وہ ۱۸۱۹ میں کارخانوں میں کام کرنے والی عورتوں اور بچوں کے اوقاتِ کار محدود کرانے میں کامیاب ہوا۔ وہ انگلستان کی تمام ٹریڈ یونین انجمنوں کی پہلی مشترکہ کانگریس کا صدر تھا۔ اُس نے سماج کو مکمل طور پر اشتراکی نظام میں لانے کے لیئے انجمن ہائے امداد باہمی کو درمیانی زمانہ کا ذریعہ خیال کیا۔ اور دوسری طرف اُس نے مزدور بازار جاری کیا۔ جس میں مزدور اپنی محنتوں کے نتائج کو لیبر نوٹوں کے ذریعہ مبادلہ کرتے۔ ان اداروں کا ناکام ہو جانا یقینی تھا۔ لیکن وہ پرودھن بنک کے مبادلہ کا پیش خیمہ تھے۔

رابرٹ اوون اور پرودھین میں صرف اسی قدر فرق ہے کہ رابرٹ اوون اپنی سکیم کو تمام مجلسی عیوب کا علاج نہیں بتلاتا۔ بلکہ سماج میں انقلاب پیدا کرنے کی طرف پہلا قدم۔

اشتراکی خیالات پر انیسویں صدی میں تصوراتی طرزِ تفکر کا بہت گہرا اثر ہے۔ اور بعض حالات میں اس کا اثر اب تک پایا جاتا ہے حال ہی میں فرانسیسی اور برطانی اشتراکیوں نے اس طرزِ تفکر کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ابتدائی اطالوی اشتراکیت اور ویٹ لنگ کا تعلق بھی اسی اسکول سے ہے۔ ان سب کے نزدیک اشتراکیت سلیقۂ عقل اور عدل کا ایک مظہر ہے۔ اور ایک نہ ایک دن اشتراکیت دنیا پر غالب آجائے گی۔ چونکہ صداقت زمان ومکان اور انسان کے تاریخی ارتقا کی قیود سے آزاد ہے۔ اس لئے جہاں کہیں بھی اس کا ظہور ہوگا اتفاقی طور پر ہوگا۔ اس کے باوجود اشتراکیت کے مختلف سکولوں کے بانیوں کے نزدیک سلیقۂ عقل اور عدل کا مقصد جداگانہ ہے۔ ان میں سے چونکہ ہر شخص کا زاویہ نگاہ جداگانہ ہے۔ اور وہ ان کے مطالب کو داخلی تاثرات اپنے علم اور ذہنی تربیت کے مطابق پیش کرتا ہے۔ اس لئے ان کے افکار و آراء کی کش مکش کا خاتمہ اس کے سوا نہیں ہوسکتا۔ کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا جدا خیال کیا جائے۔ چنانچہ اس سے

سوائے اوسط درجہ کی اشتراکیت کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اِس وقت تک فرانس اور انگلستان کے اشتراکی کارکنوں پر اس اشتراکیت کا غلبہ ہے۔ چنانچہ یہ ایک مجموعہ ہے مختلف الخیال لوگوں کے افکار و آراء کا۔ ایک مجموعہ ہے تنقیدی بیانات۔ معاشی نظریات، مستقبل کے تصورات اور اُن کے بانیوں کے خیالات کا جس قدر ان پر زیادہ غور ہو گا۔ اُسی قدر بحث طلب امور میں اضافہ ہو گا۔

سوشلزم (اشتراکیت) کو ایک سائینس کی صورت میں پیش کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اُسے حقیقی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔

۲

اسی اثنا میں فرانسیسی فلسفہ کے ساتھ ساتھ ایک جدید المانوی فلسفہ کا ظہور ہوا جو ہیگل پر ختم ہوا۔ اِس فلسفہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ ڈایالیکٹکس کو عقل و دانش کی انتہائی بلندی خیال کیا گیا۔ ازمنہ قدیم کے یونانی فلاسفہ طبعی طور پر ڈایالیکٹکی ہے۔ اور ان سب میں سے ارسطو انسائیکلوپیڈیائی ذہانت کا مالک ہے۔ اس نے ڈایالیکٹکی تصور کے ضروری اجزا کا تجزیہ کیا۔ اِس جدید فلسفہ کو دی کارتے اور سپائی نوزا ایسے شارح مل گئے۔ یہ فلسفہ انگریزی اثرات کی وجہ سے مابعد الطبعیاتی طرزِ تفکر کی صورت میں رونما ہوا۔ اٹھارھویں صدی کے فرانسیسی فلسفیوں پر یہ فلسفہ بہت غالب تھا۔ اِن فلسفیوں کے کارناموں میں یہ چیز صاف طور پر دکھائی دیتی ہے۔ فلسفہ کے علاوہ فرانسیسیوں نے ڈایالیکٹکس کے شاہکار پیش کئے۔ ہم صرف ڈایدرو کی کتاب[1] اور روسو کی تصنیف[2] "انسانی عدم مساوات کی ابتدا"

---

1. LE NEVEU DE RAMEAU

2. Discours sur L'origine et le fomde-ments de L'imege lito parmi los Hommes.

کا تذکرہ کرتے ہیں ہم مختصراً ان دونوں طرزِ تفکر کی ضروری ہیئت کا تذکرہ کریں گے۔

جب کبھی ہم فطرت "تاریخ انسانی" یا اپنی ذہنی سرگرمیوں کا خیال کرتے ہوئے ان پر غور کرتے ہیں۔ تو ابتدا میں ہم غیر مختتم تعلق ورد عمل کو دیکھتے ہیں جس میں کوئی چیز اپنی اصلی صورت پر قائم نہیں رہتی۔ بلکہ ہر چیز پیدا ہوتی ہے۔ بدلتی ہے۔ اور ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم ابتدا میں اس تصویر کو ایک کل کی حیثیت سے دیکھتے ہیں جن سے انفرادی اجزا کم و بیش پس منظر میں رہتے ہیں۔ ہم تحریکات، تعلقات اور تفسیرات کو دیکھتے ہیں۔ لیکن ان اشیا کو جو متحرک، متعلق، اور متغیر ہیں۔ دنیا کے متعلق یہ خیال یونان کے قدیم فلسفیوں کا ہے۔ اور سب سے پہلے ہیرکلیٹی نے اس طرح پیش کیا:- ہر چیز ہے۔ اور نہیں۔ کیونکہ ہر چیز روبہ تغیر، بدلنے والی، اور ختم ہونے والی ہے۔

لیکن یہ تصور جو ٹھیک طرح سے اس تصویر ظہور کی ہیئت عمومی کو ظاہر کرتا ہے۔ اپنے اجزا کی تشریح کا محتاج ہے۔ اور جب تک ہم انہیں سمجھ نہ لیں۔ ہماری ساری تصویر کے متعلق کوئی واضح خیال پیدا نہیں ہو سکتا۔ ان تشریحات کے سمجھنے کے لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم انہیں ان کے طبعی اور تاریخی تعلقات سے جدا کرتے ہوئے ان میں سے ہر ایک

کی ہیئت، خاص اسباب اور نتائج کا مطالعہ کریں۔ یہ کام طبعی علوم اور تاریخی تحقیق کا ہے۔ مدرسی زمانہ کے یونانی فلاسفہ نے اِن علوم کو کم مرتبہ دے رکھا تھا۔ کیونکہ اِن علوم پر غور و فکر کرنے کے لیئے بہت سا مواد اکٹھا کرنا پڑتا تھا چنانچہ طبعی علوم کی بنیادیں اسکندریہ کے یونانیوں نے رکھیں اور ازاں بعد ازمنۂ وسطیٰ میں عربوں نے صحیح طبعیات کا آغاز پندرھویں صدی کے نصف میں کیا۔ اس وقت سے اب تک طبعیات متواتر مسلسل ترقی کر رہی ہیں۔ قدرت کے انفرادی حصص کا تجزیہ مختلف طبعی افعال کا مختلف حصوں میں منقسم کرنا، اجسام کی اندرونی ترتیب و تشکیل کو سمجھنا۔ یہ ہیں وہ ضروری معلومات جو قدرت کے متعلق گزشتہ چار سو سالوں میں ہم حاصل کر سکے ہیں لیکن کام کا یہ طریقہ ہمیں وراثت میں ایک ایسی عادت دے گیا ہے۔ کہ ہم طبعی اشیا کا مطالعہ تنہائی میں کرتے ہیں۔ اور اُن کا ایک وسیع کل سے کسی قسم کا تعلق ظاہر نہیں کرتے۔ ہم ساکن اشیاء کا مطالعہ کرتے ہیں۔ لیکن متحرک کا نہیں ہم ان کی موت پر نظر رکھتے ہیں۔ زندگی پر نہیں۔ جب اشیا پر اس انداز سے نگاہ دوڑانے کو بیکن اور لاک نے طبعیات سے فلسفہ میں بدل دیا تو اس سے وہ مابعد الطبعیاتی طرز تفکر پیدا ہوا۔ جو گزشتہ صدی کی خصوصیت تھی۔

ایک مابعد الطبعیاتی کے نزدیک اشیاء، اُن کا ذہنی عکس، اور تصورات ایک دوسرے سے جداگانہ نوعیت رکھتے ہیں۔ وہ افراد اور انکار کی اصطلاحوں

ہیں سوچتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک "ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ شر ہے"۔
اس کے نزدیک ایک چیز کا یا تو وجود ہے اور یا نہیں۔ ایک چیز بیک وقت ایک ہی چیز ہو سکتی ہے کوئی دوسری نہیں ہو سکتی مثبت اور منفی ایک دوسرے کو جدا کرتے ہیں۔ علت و معلول ایک دوسرے کا رد مضمون ہے۔

بادی النظر میں یہ طرز تفکر بہت معقول دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ یہ عام فہم ہوتا ہے لیکن مابعد الطبیعیاتی طرز تفکر زود یا بدیر اس حد تک پہنچ جاتا ہے جس کے بعد وہ یکطرفہ محدود نظری اور متضاد ہو جاتا ہے۔ یہ طرز تفکر انفرادی اشیا کے متعلق ان کے باہمی تعلقات کو فراموش کر دیتا ہے۔ یہ طرز تفکر اشیا کی موجودگی، اُن کے آغاز اور انجام کو بھول جاتا ہے۔

روزانہ ضروریات کے پیش نظر ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں حیوان زندہ ہے یا نہیں لیکن اگر اس پر مزید غور کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ سوال بہت اُلجھا ہوا ہے۔ قانون دان اس سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ انہوں نے اس امر پر بہت زیادہ دماغ صرف کیا ہے۔ کہ کن حدود کے باہر بطن مادر میں بچہ کو مار دینا قتل ہو سکتا ہے۔ اس امر کا دریافت کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔ جسطرح قطعی طور پر موت کا وقت مقرر کر دینا کیونکہ علم الابدان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ موت فوری طور واقع نہیں ہوتی موت کوئی ہنگامی مظہر نہیں۔ بلکہ ایک طویل اور مسلسل عمل ہے۔

اسی طرح ہر ایک جاندار ایک ہی وقت میں ہے اور نہیں بھی
ہر لمحہ یہ جاندار چیز باہر سے اشیا کو جذب کرتی ہے ۔ اور دوسری اشیا سے نجات
پاتی ہے ۔ ہر لمحہ اس جاندار شے کے خلیات مرتے اور پیدا ہوتے رہتے ہیں ۔
زیادہ یا کم مدت میں اس کا جسم نئی صورت اختیار کر لیتا ہے ۔ گویا ہر جاندار
چیز ہر لمحہ "بذاتِ خود" ہوتے ہوئے "بذاتِ خود" کے علاوہ کچھ اور ہوتی ہے ۔

بغور مطالعہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر مضمون کی دو مختلف
سمتیں منفی و مثبت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتیں ، باوجود باہمی تضاد
کے ان کا ایک دوسرے پر انحصار ہے ۔ اسی طرح علت و معلول کے متعلق ہم کہہ
سکتے ہیں ۔ کہ ایک چیز جو اب علت ہے وہ تھوڑی دیر بعد معلول ہو جائیگی ۔ اسی
طرح اس لمحہ کا معلول آئندہ لمحہ کی علت ہو جاتا ہے ۔ ان میں سے کوئی ایک طرز
تفکر بھی مابعد الطبعیاتی استدلال میں داخل نہیں ہوتا ۔ دوسری طرف ڈایالیکٹکس
اشیا اور ان کی نمائندگی کا مطالعہ کرتا ہے ۔ تصورات کا ضروری تسلسل ، حرکت
ابتدا اور انتہا ان سب کا ڈایالیکٹکس مطالعہ کرتا ہے ۔

ڈایالیکٹکس کا سب سے بڑا ثبوت قدرت ہے ۔ اور جدید سائنس نے
بے بہا اسباب کے ساتھ اس امر کو ثابت کر دیا ہے ۔ کہ قدرت ڈایالیکٹکی
ہے نہ مابعد الطبعیاتی ، اور یہ کہ قدرت ایک ابدی یکسانیت میں ایک دائرہ
میں چکر نہیں لگا رہی بلکہ وہ ایک تاریخی ارتقا میں سفر کر رہی ہے ۔ اس

سلسلہ میں ڈارون کا نام سب سے پیش پیش ہے۔ اس نے قدرت کے مابعد الطبیعیاتی تصور پر ضرب کاری لگائی۔ ڈارون نے ثابت کیا کہ تمام جاندار۔ پودے، حیوانات اور انسان ۔۔ تخلیق ہیں۔ اس ارتقائی عمل کا جو لاکھوں سال سے جاری ہے لیکن نیچری جنہوں نے وایالیکٹکی انداز میں سوچنا شروع کر رکھا ہے بہت کم ہیں اور قبل ازیں مرتب شدہ نتائج کی کش مکش سے علوم طبعی میں نظری طور پر جو اختلاف رونما ہو چکا ہے۔ وہ بیک وقت معلموں، عالموں، مصنفوں اور قاریوں کے لئے مایوس کن ہے۔

کائنات اور نوع انسانی کے ارتقا اور انسانی اذہان میں اسکے عکس صرف وایالیکٹکس سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اگر لا تعداد اعمال، رد اعمال اور ترقی پسند و رجعت پسند تغیرات کو سامنے رکھا جائے۔ اور اسی جذبہ کے ماتحت جرمن فلسفہ نے اپنا کام کیا۔ کانٹ نے اپنی فلسفیانہ زندگی کا آغاز نیوٹن کے نظام شمسی سے شروع کیا اور تمام سیاروں کی گردش کو تاریخی تسلسل کی صورت میں پیش کیا۔ اس نے اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا کہ چونکہ نظام شمسی کا آغاز ہے اسلئے اس کا ختم ہونا ایک ضروری امر ہے۔ کانٹ کے اس نظریہ کے پچاس سال بعد دو پلیس نے اس نظریہ کو ریاضی سے مستحکم کیا۔ اور اس کے پچاس سال بعد دُوربینوں نے ثابت کر دیا کہ فضا میں گیس کی صورت میں نیبریہ کے مختلف طبقات باقی ہیں۔

اس جرمن فلسفہ کا خاتمہ ہیگل کے سسٹم پر ہوا۔ اس سسٹم میں ۔۔۔

(اور اس میں اس کی عظمت ہے) — پہلی مرتبہ یہ ثابت کیا گیا کہ طبعی تاریخی اور ذہنی دُنیا ایک خاص عمل کا نتیجہ ہے جو ابدی حرکت، تغیر، تبدیلی اور ارتقا سے پیدا ہوتا ہے۔ اس سسٹم میں ہیگل نے ان اندرونی تعلقات کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے جو اس ساری حرکت اور ارتقا کو ایک مسلسل کل کی صورت دیتے ہوئے ہے۔ اس زاویہ نگاہ سے نوعِ انسان کی تاریخ احمقانہ افعال تشدد کا ایک انبار دکھائی نہیں دیتا (کیونکہ سب کے سب افعال فلسفیانہ دانش کی نگاہوں میں قابلِ نفرین ہیں اور جو ہر ممکن عجلت سے فراموش کر دیئے جاتے ہیں) بلکہ ارتقائے انسانی کا ایک عمل ہے اب یہ ذہن کا کام تھا کہ وہ اس عمل کے تدریجی تسلسل کی پیروی کرے۔ اور اس اندرونی قانون کی تلاش کرے جو بظاہر اتفاقی مظہر میں پایا جاتا ہے۔

یہ کہنا کہ ہیگلی سسٹم نے جس مسئلہ کی بنیاد رکھی تھی اس کا حل پیش نہیں کیا۔ یہاں بے معنی ہے۔ اس سسٹم کی شاندار کامیابی صرف اس مسئلہ کی بنیاد رکھنے میں ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے کوئی شخص انفرادی طور پر حل نہیں کر سکتا ہیگل اگرچہ سین سائیمن کی طرح انسائیکلو پیڈیائی ذہن کا مالک تھا۔ تاہم وہ محدود تھا۔ ثانیاً اس کے زمانہ کے علوم و افکار محدود تھے۔ اور ثالثاً یہ کہ ہیگل ایک تصوراتی انسان تھا۔ اس کے نزدیک وہ خیالات جو اس کے ذہن میں تھے وہ حقیقی اشیا کی خیالی تصویریں نہیں تھیں۔ بلکہ اس کے برخلاف اشیا اور ان

کا ارتقا حقیقی تصویریں تھیں اس تصور کی جو ظہور عالم سے قبل پردہ ابدیت میں مشہود تھیں۔ اس طرز تفکر نے ہر چیز کو الٹ پلٹ کر دیا۔ اور اشیا کے حقیقی تعلقات کو مکمل طور پر بدل دیا ہیگل نے حقائق کے ایک مجموعہ کو صحیح طور پر سمجھنے کے باوجود اسکے ہاں بعض غلط تصورات موجود ہیں جن کی تشریح نہیں کی جا سکتی ہیگل کا سسٹم بذات خود ایک بہت بڑی غلطی تھی لیکن وہ اپنی قسم کا آخری سسٹم تھا۔ فی الحقیقت یہ سسٹم اندرونی اور لاینحل تضاد کا شکار تھا۔ ایک طرف اس سسٹم کا سب سے بڑا نظریہ یہ تھا کہ انسانی تاریخ ایک ارتقائی سلسلہ ہے جسکی ہیئت سے کوئی حرف آخر یا صداقت کی تلاش کیمتعلق نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری طرف یہ سسٹم دعویٰ کرتا ہے کہ وہ صداقت کا نچوڑ ہے۔ طبیعی اور تاریخی علوم کا وہ سسٹم جو ہر چیز پر حاوی ہو۔ اور جسے ہر زمانہ کیلئے آخری حکم قرار دیا جائے۔ ڈایالیکٹک کا طرز تفکر کے بنیادی اصولوں کی ضد ہے۔ یہ قانون اس تصور کو شامل کئے ہوئے ہے کہ بیرونی دنیا کے متعلق باقاعدہ علم وقتاً فوقتاً بدلتا رہتا ہے۔

جرمن تصوریت کے بنیادی تضاد سے مادیت کیطرف واپس جانا پڑا لیکن یاد رہے کہ یہ پسپائی محض مابعد الطبعاتی نہیں تھی بلکہ پورے طور سے اٹھارھویں صدی کی میکانکی مادیت قدیم مادیت نے تمام گذشتہ تاریخ کو تشدد اور حماقت کا ایک انبار خیال کیا۔ جدید مادیت کو اس میں انسانیت کے ارتقا کا تسلسل دکھائی دیتا ہے۔ اور اسکا مقصد اس نوعیت کے قوانین کی جستجو ہے۔ اٹھارھویں صدی کے فرانسیسیوں اور ہیگل کے نزدیک نیچر کا حیثیت مجموعی یہ تخیل تھا۔ کہ وہ محدود دائروں میں اپنے سیاروں سمیت چکر

کاٹتی ہے جیسا کہ نیوٹن نے خیال کیا تھا۔ اور یہ کہ نیچر غیر متغیر جسمی انواع سے مرکب ہے۔ جیسا کہ لینی اس نے تعلیم دی تھی۔ جدید مادیت نے علوم طبعی کے بہت سے مسائل کو اپنی آغوش میں لے لیا ہے جن کی رو سے نیچر کی تاریخ اسی طرح ہے جس طرح سیاروں اور انواع کی ہے جو کبھی آباد ہوتے ہیں اور کبھی برباد۔ اور اگر کہا جائے کہ قدرت بحیثیت مجموعی غیر مختتم دائروں میں چکر کاٹتی ہے۔ تو ہر دائرے سے بہت وسیع و عریض اطراف اختیار کر لیتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں جدید مادیت قطعی طور پر ڈایالیکٹکی ہے اور اسے اس فلسفہ کی اعانت کی ضرورت نہیں جو بلکہ کیطرح یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ دنیا بھر کے علوم پر حکمران ہے۔ جونہی بہت سے خاص علم اشیا کی میراث کے متعلق اپنی حقیقت کو واضح کرتے ہیں . . . . اس میراث کے متعلق ہمہ دانی کا دعوے فالتو اور غیر ضروری ہو جاتا ہے۔ تمام ابتدائی فلسفہ میں سے اس وقت تک جو سلامت رہ سکی وہ خیال کی سائنس اور اسکے قوانین ہیں۔ یعنی منطق اور ڈایالیکٹکس۔ اس کے علاوہ ہر چیز نیچر اور تاریخ کے مثبتی علوم میں کسی نہ کسی حیثیت سے داخل ہو چکی ہے۔

قدرت کے تصور میں جو انقلاب ہوا۔ وہ اس مواد کے تناسب سے تھا۔ جو تحقیقات کی صورت میں مہیا ہو سکا۔ بہت پہلے چند ایک ایسے تاریخی واقعات رونما ہوئے جنہوں نے تاریخ کے تصور کو یکسر بدل دیا۔ ۱۸۳۱ میں مزدوروں کی پہلی بغاوت لائینز میں ہوئی۔ ۱۸۳۸ اور ۱۸۴۲ کے درمیان محنت کش طبقہ کی پہلی قومی تحریک یعنی انگلستان کی چارٹسٹ اپنے پورے زور میں تھی۔ یورپ کے متمدن ممالک میں

پرولتاریہ اور بورژوا میں طبقہ وار کشمکش پیدا ہوئی۔ یہ کشمکش اس نسبت سے تھی جس نسبت سے جدید انڈسٹری نے ترقی کی اور بورژوا نے سیاسی اقتدار حاصل کیا۔ سرمایہ و محنت کے مفاد، عالمگیر یکسانیت اور خوشحالی کے متعلق بورژوا معاشیات کے پیش کردہ نظریات روز بروز غلط ثابت ہو رہے تھے۔ بورژوا ماہرین معاشیات نے اس امر کو چھپائے رکھا کہ جدید انڈسٹری کا خاتمہ بے لگام مسابقت کی صورت میں ظاہر ہونے والا ہے۔ ان تمام حقائق سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی تھی۔ بورژوا نے اس مسئلہ میں فرانسیسی اور برطانوی اشتراکیت جو ان کے نزدیک ایک نظری حیثیت رکھتی تھی فراموش کر دیا۔ لیکن تاریخ کا قدیم تصوراتی نظریہ جسے اب تک ترک نہیں کیا گیا تھا اقتصادی مفاد پر استوار شدہ طبقہ وار کشمکش سے بیگانہ تھا۔ تاریخ کے اس قدیم تصوراتی نظریہ میں پیدائش اور تمام معاشی تعلقات کا ظہور محض اتفاقی تھا۔ اور یہ معاشی تعلقات "تاریخ تہذیب" میں گھٹیا عناصر کا درجہ رکھتے تھے۔ نئے حقائق نے ساری گذشتہ تاریخ کو نئے زاویہ نگاہ سے مطالعہ کرنے کا موقعہ بہم پہنچا دیا۔ اس مطالعہ سے معلوم ہوا کہ تمام گذشتہ تاریخ سوائے ابتدائی ادوار کے طبقہ وار کشمکش کی تاریخ تھی۔ اور یہ کہ سماج کے ان طبقوں کی کشمکش نتیجہ تھی۔ ذرائع پیدائش و مبادلہ کا یعنی اپنے اپنے زمانہ کے معاشی حالات کا۔ اس جدید زاویہ نگاہ سے تاریخ کے مطالعہ نے واضح کر دیا کہ سماج کی معاشی عمارت سے آئینی، سیاسی، مذہبی، فلسفیانہ اور کسی خاص زمانہ کے مخصوص تصورات کی بڑی

عمارت تیار ہوتی ہے۔ ہیگل نے تاریخ کو بعد مابعد الطبعات سے جُدا کیا۔ اُس نے اسے دایالیکٹک بنا دیا۔ لیکن تاریخ کے متعلق ہیگل کا تصوّر لازماً تصوّراتی تھا۔ لیکن اب تصوریت کو اس کی آخری جائے پناہ سے نکال دیا گیا تھا۔ فلسفۂ تاریخ کی تاریخ کا مادی نظریہ قائم ہو چکا تھا۔ حالانکہ اس سے قبل انسان کے وجود کو اس کے علم سے معلوم کیا جاتا تھا۔

اس زمانہ کے بعد سوشلزم کی حیثیت کسی اتفاقی دریافت کی نہیں رہ جاتی بلکہ دو تاریخی ارتقائی جماعتوں کی کشمکش کا نتیجہ ہے۔ پرولتاریہ اور بورژوا۔ اب سوشلزم کا یہ کام نہیں تھا کہ وُہ کسی مکمل نظام کو تراشے بلکہ اسکا کام ان تاریخی معاشی واقعات کا مطالعہ کرنا تھا جن کی وراثت طبقہ وار جنگ کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اور ان حالات سے پیدا شدہ تنازعات کا معاشی حل پیش کرنا لیکن ابتدائی دَور کی اشتراکیت اس مادی تصوّر سے اتنی جداگانہ تھی۔ جتنا فرانسیسی مادہ پرستوں کا قدرت کے متعلق تصوّر موجودہ علوم طبعی اور دایالیکٹکس سے ہے۔ ابتدائی دَور کی اشتراکیت نے یقیناً سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش اور اس کے نتائج پر تنقید اور نکتہ چینی کی۔ لیکن اس دَور کی اشتراکیت ان نتائج کی تشریح نہ کر سکی۔ اور اس لئے اسے ان پر عبور حاصل نہ ہوسکا۔ وہ صرف انہیں بُرا کہہ کر رد کرتی رہی جس سختی سے اس اشتراکیت نے سرمایہ داری میں مزدوروں کی تباہی و بربادی کو پیش کیا۔ اس نسبت سے یہ اشتراکیت ان امور کو نہ بتا سکی۔ جو اس

تباہی و بربادی کے ذمہ وار تھے۔ لیکن اس کے اظہار کیلئے ضروری تھا کہ اولاً سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش کو اس کے تاریخی تسلسل ایک خاص زمانہ میں اس کا ضروری ہونا اور آخر کار اس کے مٹ جانے کو پیش کیا جانا اور ثالثاً اس کی حقیقی شکل وصورت کو جو اس وقت تک چھپی ہوئی تھی ظاہر کیا جاتا۔ یہ سب کچھ "زائد قدر" کی دریافت سے ہوگیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ مزدور سے جتنی محنت کی جاتی ہے۔ اور اسے اس محنت کا جو معاوضہ دیا جاتا ہے۔ وہ اس کی محنت سے بہت کم ہوتا ہے۔ اور اگر سرمایہ دار مزدور کی قوت کار کو خرید بھی لے۔ تب بھی جو چیز مزدور کی محنت سے تیار ہو کر منڈی میں فروخت کی جاتی ہے۔ اس کی قیمت مزدور کی اجرت سے زیادہ وصول کی جاتی ہے۔ جب اس "زائد قدر" کا مزید تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سرمایہ داروں کی دولت میں اس سے اضافہ ہو رہا ہے۔ سرمایہ دارانہ پیدائش اور سرمایہ کی پیدائش دونوں کی تشریح کر دی گئی ۔

تاریخ کا مادی نظریہ اور "سرمایہ داروں کی دولت کا زائد قدر سے بڑھ جانا" ہمیں مارکس نے دیا۔ ان جدید انکشافات سے اشتراکیت نے ایک سائنس کی صورت اختیار کر لی۔ آئندہ کام اشتراکیت کی تشریحات اور تعلقات پر عمل پیرا ہونا تھا ۔

(۳)

تاریخ کا مادی نظریہ اس مسئلہ سے شروع ہوتا ہے۔ کہ انسانی زندگی کی ضروریات کی پیدائش اور اُن کی تقسیم سماج کا سب سے بڑا بنیادی اصول ہے۔ اور یہ کہ تاریخ میں جو سوسائٹی بھی نمودار ہوتی رہی، اور اس سوسائٹی کی تقسیم دولت اور تخلیق طبقات کا انحصار پیدائش اور تقسیم پیدائش پر ہے۔ اس زاویہ نگاہ سے تمام مجلسی تبدیلیوں اور سیاسی انقلابوں کے اسباب نہ تو انسانی اذہان میں تلاش کرنے چاہئیں۔ اور نہ ابدی صداقت اور عدل میں۔ بلکہ ذرائع اور تقسیم میں جستجو کرنے چاہئیں۔ ان اسباب کی تلاش فلسفہ میں نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ ہر خاص دور کے معاشی حالات میں ہو سکتی ہے۔ یہ بڑھتا ہوا خیال کہ موجودہ سماجی ادارے غیر معقول اور غیر منصفانہ ہیں اس امر کا کافی ثبوت ہے۔ کہ پیدائش اور تقسیم کے ذرائع میں آہستہ آہستہ تبدیلیاں رُونما ہو چکی ہیں۔ اور پرانے معاشی حالات یکسر بدل گئے ہیں۔ ان تبدیلیوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ پیدائش کے موجودہ نظام کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

ان حالات کے پیش نظر جدید سوشلزم کی ماہیت کیا ہو سکتی ہے؟ سماج کی موجودہ عمارت حکمران طبقہ یعنی بورژوا کی بنائی ہوئی ہے۔ بورژوا سوسائٹی میں جو ذرائع پیدائش دکھائی دیتے ہیں۔ وہ جاگیردارانہ نظام کے ذرائع پیدائش انفرادی مراعات مجلسی اور مقامی تعلقات، اور نسلی رشتوں سے بالکل مختلف ہیں۔ بورژوا

سے نئے پرانے جاگیردارانہ نظام کو فنا کر کے اس کے کھنڈرول پر سرمایہ دارانہ سماج کی عمارت کھڑی کی۔ اس سرمایہ دارانہ نظام میں آزاد مسابقہ، انفرادی آزادی، قانونی مساوات اور تمام سرمایہ دارانہ برکتیں موجود ہیں۔ ان حالات کے بعد سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش آزادی سے ارتقائی منازل طے کر سکتے تھے۔ چھاپ مشینری اور مشینری سے مشینوں کی تیاری نے انڈسٹری کے قدیم ذرائع کو یکسر بدل دیا۔ بورژوا کی نگرانی میں عناصر پیدائش نے اتنی ترقی کی کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی لیکن جس طرح قدیم انڈسٹری نے سرمایہ داری کی تربیت میں ابتدائی دور میں جاگیردارانہ نظام سے ٹکر کھائی تھی۔ ٹھیک اسی طرح آج جدید انڈسٹری اپنے انتہائی ارتقائی دور میں ان سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش سے متصادم ہو رہی ہے۔ جو صرف اس کے پیدا کردہ جدید ذرائع پیدائش سرمایہ دارانہ ذرائع استعمال سے بہت آگے نکل گئے ہیں قوائے پیدائش اور ذرائع پیدائش میں یہ تصادم کوئی ایسی کشمکش نہیں۔ جو گناہ اور آسمانی عدل کی طرح ذہن انسانی میں موجود ہو حقیقت میں اس کا وجود خارجی ہے۔ اور ان لوگوں کے اعمال و افعال سے بھی آزاد ہے۔ جو اس کے محرک ہیں موجودہ اشتراکیت اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ کہ وہ اس تصادم اور کشمکش کا عکس ہی اور یہ عکس اس جماعت کے اذہان میں براہ راست موجود ہے۔ جسے مزدور جماعت کہتے ہیں۔

اس تصادم کے عناصر کیا ہیں؟

سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش سے قبل از منۂ وسطیٰ میں معمولی صنعت وحرفت کا انحصار مزدوروں کے آلاتِ پیدائش پر تھا۔ جو ان کی ملکیت ہوتے تھے۔ یہ آلات مزد اپنی ابتدائی ہیئت میں تھے۔ اور عام حالات میں مزدور ان آلات کا مالک ہوتا تھا۔ دیہات میں کسان اور شہر میں دستکار، ان منتشر بکھرے ہوئے، اور محدود ذرائع پیدائش کو وسعت دینے اور ان میں موجودہ زمانہ کی حیرت انگیز پیدائشی سرعت پیدا کرنا سرمایہ دارانہ پیدائش اور اس کے بورژوا حامیوں کا کام ہے۔ "سرمایہ" کے چوتھے حصے میں کارل مارکس نے ان امور کی تشریح کی ہے۔ کہ کس طرح پندرھویں صدی کے بعد تاریخی طور پر تعاون، صنعت اور جدید انڈسٹری کے ادوار قائم ہوئے۔ لیکن بورژوا جیسا کہ "سرمایہ" میں موجود ہے۔ ان چھوٹے چھوٹے ذرائع پیدائش کو ہیبت ناک قومی پیدائش میں اس وقت تک نہیں بدل سکتے تھے۔ جب تک انفرادی ذرائع پیدائش کو "اجتماعی" رنگ نہیں دیا جاتا۔ چرخہ کھڈی اور ہتھوڑے کی جگہ مشینوں نے لے لی۔ انفرادی کارخانہ نے فیکٹری کی صورت اختیار کر لی جس میں ہزاروں لاکھوں انسانوں کا تعاون حاصل کیا گیا۔ اسی انداز میں پیدائش نے انفرادی رنگ چھوڑ کر اجتماعی صورت اختیار کی۔ دھاگا کپڑا۔ اور دھاتی اشیاء جو اب فیکٹریوں میں تیار ہو رہی تھیں بہت سے مزدوروں کی مشترکہ محنتوں کا ثمر تھا۔ ان اشیاء کو مکمل ہونے سے پہلے ان مزدوروں کے ہاتھوں میں مختلف صورتوں میں جانا پڑتا تھا۔ ان اشیاء کے متعلق کوئی ایک شخص یہ نہیں

کہہ سکتا تھا۔ کہ" اسے میں نے بنایا ہے۔ یہ میری محنتوں کا نتیجہ ہے"۔

لیکن جس سماج میں پیدائش کا بنیادی اصول وہ تقسیم کار ہو۔ جو بتدریج پیدا ہوتی ہے۔ اور جس کا انحصار کسی مجوّزہ اسکیم پر نہیں ہوتا۔ وہاں مصنوعات ان اشیاء کی صورت اختیار کر لیتی ہیں جن کے باہمی مبادلہ سے مزدور اپنی انفرادی ضروریات پوری کرتا ہے۔ ازمنۂ وسطیٰ میں بھی یہی حالات تھے۔ کسان زرعی پیداوار کو دستکاروں کے ہاتھ فروخت کر کے ان سے دستکاروں کی بنائی ہوئی چیزیں خریدتا۔ انفرادی دستکاروں کی جماعت پیدائش کے نئے طریقوں سے اثر انداز ہوئی۔ قدیم تقسیم محنت —— جو کسی خاص تجویز کے ماتحت نہیں بنائی گئی تھی —— کی جگہ جدید تقسیم محنت نے لی۔ انفرادی دستکاروں کی صنعتی اشیاء کے ساتھ ساتھ اجتماعی پیدائش شروع ہوئی۔ انفرادی مزدوروں اور کارخانوں میں بنی ہوئی اشیاء منڈیوں میں تقریباً ایک ہی قیمت پر فروخت ہوتی رہیں۔ لیکن منظم تقسیم محنت غیر منظم اور از خود پیدا تقسیم محنت سے زیادہ قوی ثابت ہوا۔ فیکٹریوں میں جہاں اجتماعی طور پر مزدور مصنوعات تیار کرتے ان انفرادی دستکاروں کی مصنوعات سے منڈیوں میں سستے داموں فروخت ہونے لگیں مختلف نوعیت کی انفرادی دستکاریاں یکے بعد دیگرے مٹنی شروع ہوئیں۔ اجتماعی ذرائع پیدائش نے قدیم ذرائع پیدائش میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ لیکن اس انقلابی ہیئت کو مصنوعات کے پیدا کرنے کا صرف ایک بہت بڑا ذریعہ خیال کیا گیا۔ اس

تغیر کے ذریعہ مشینوں کا استعمال بہت عام ہو گیا۔ اس جدید اجتماعی صورت پیدائش میں قدیم ملکیت کی صورت بدستور قائم رہی۔

اس ارتقائی دور کے درمیانی عہد میں پیدائش محنت کی ملکیت کا سوال پیدا نہ ہو سکا۔ انفرادی دستکار اپنے اوزاروں اور اپنی اور اپنے آزاد خاندان کی محنت سے اشیاء تیار کرتا تھا۔ اسے اس امر کی ضرورت نہ تھی۔ کہ وہ اپنی مصنوعات پر اپنی ملکیت جتاتا۔ کیونکہ یہ اس کی اپنی ملکیت تھے۔ اس کی اس ملکیت کا انحصار اسکی محنت پر تھا۔ اس کے بعد ذرائع پیدائش کو مرکوز کرنے کا دور آیا۔ مصنوعات کی تیاری اجتماعی صورت میں ہونے لگی۔ اور سرمایہ دار نے مزدوروں کی محنت سے فائدہ اٹھانا شروع کیا۔ مصنوعات کی فروخت سے ان ہاتھوں کو کسی قسم کا فائدہ نہ ہوا۔ جو انہیں تیار کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ بلکہ تمام تر منافع سرمایہ داروں کی جیب میں جانے لگا۔ پیدائش اور ذرائع پیدائش اجتماعی صورت اختیار کر چکے تھے۔ لیکن ان کی شکل وصورت انفرادی ملکیت سے ملتی جلتی تھی۔ جس کی رو سے ہر شخص اپنی پیدا کردہ اشیاء پر قابض ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور اپنی منڈیوں میں لے جاتا تھا۔ یہ جدید ذریعہ پیدائش اس نوعیت کا تھا۔ اگرچہ اس نے قدیم ذرائع کو یکسر بدل دیا تھا۔

جدید ذریعہ پیدائش میں یہ تضاد سرمایہ دارانہ ہیئت کا اظہار کرتا ہے اور اس میں وہ جرثومہ پایا جاتا ہے۔ جو موجودہ مجلسی عناد کا سب سے بڑا سبب ہے۔

جدید ذریعہ پیدائش نے پیدائش کے تمام اہم میدانوں اور تمام صنعتی ممالک میں جس قدر ترقی کی۔ اسی قدر انفرادی پیدائش ختم ہوتی چلی گئی۔

ابتدائی سرمایہ داروں کو مزدوروں کی دوسری قسموں کے علاوہ منڈی میں اُجرتی مزدور دستیاب ہو گئے۔ لیکن یہ مزدوری استثنائی اور ہنگامی تھی۔ زرعی مزدور جو اگرچہ اپنی مزدوری کو کبھی کبھی فروخت کر دیتا تھا۔ اس کے پاس چند ایکڑ زمین ہوتی تھی جس پر وُہ ہر حال میں زندہ رہ سکتا تھا............

.... لیکن جب چکر بدل گیا جب ذرائع پیدائش نے اجتماعی صورت اختیار کر لی۔ اور تمام ذرائع پیدائش مرکوز ہو کر سرمایہ داروں کے قبضہ میں چلے گئے۔ انفرادی کام کرنے والے دستکاروں کے ذرائع پیدائش بیکار ہوتے چلے گئے۔ اور آہستہ آہستہ ان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔ کہ وُہ سرمایہ داروں کے ماتحت اُجرتی مزدوروں کی حیثیت میں کام کریں۔ قبل ازیں اُجرتی مزدوری استثنائی حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن اب تمام پیدائش کے لئے اجرتی مزدوری نے ایک کُلّی اور بنیادی صورت اختیار کر لی تھی۔ قبل ازیں اُجرتی مزدوری ایک جزوی حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن اب محنت کش طبقہ کے لئے اجرتی مزدوری کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں رہا تھا۔

جاگیردارانہ نظام کے درہم برہم ہونے سے جو اسی وقت رُونما ہو رہا تھا۔ ان اجرتی مزدوروں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا۔ جاگیرداری کے بقیۃ آثار مٹ

جانے سے کسانوں کی بہت بڑی تعداد بے خانماں ہوگئی۔ ذرائع پیدائش کا سرمایہ داروں کے قبضہ میں مرکوز ہو جانے سے مزدوروں اور سرمایہ داروں کی علیحدگی مکمل ہوگئی۔ ایک طرف وہ لوگ تھے۔ جن کے قبضہ میں ذرائع پیدائش تھے۔ اور دوسری طرف مزدوروں کی وہ جماعت تھی جس کے پاس سوائے اپنی محنت کے کچھ نہیں تھا۔ اجتماعی ذرائع پیدائش اور ان پر سرمایہ دارانہ تصرّف بورژوا اور پرولتاریہ کی کشمکش کی صورت میں رونما ہوا۔

ہم دیکھ چکے ہیں۔ کہ سرمایہ دارانہ طرزِ پیدائش نے اشیائے فروخت پیدا کرنے والے کی ایک جماعت بنا دی جس کا مجلسی تعلق اپنی پیدائش کا مبادلہ تھا۔ اس طرح پیدا کرنے والوں نے سماج کے باہمی پر قابو پا لیا۔ یہ انسان اپنے لئے ان ذرائع سے پیدائش میں کام لیتا ہے۔ جو اس کے پاس ہوتے ہیں اور اس نوعیت کے مبادلہ کے لئے تیار ہوتا ہے۔ جس سے اس کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ کوئی نہیں جانتا۔ کہ اس کی تیار کردہ اشیاء میں کونسی خاص طور پر منڈیوں میں آ رہی ہے اور نہ یہ جانتا ہے۔ کہ اس کی کتنی ضرورت ہوگی۔ کوئی شخص یہ نہیں جانتا۔ کہ اس کی انفرادی پیدائش کسی خاص طلب کو پورا کریگی۔ اجتماعی پیدائش میں تاراج (انارکی) کا دَور دورہ ہوتا ہے۔

لیکن اشیائے فروخت کی پیدائش اپنے ساتھ ایک خاص قوانین رکھتی ہے اور یہ قوانین تاراج کے ہوتے ہوئے بھی اندر اور باہر کام کرتے ہیں۔ وہ صرف

مبادلہ میں اپنا آپ ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہاں وہ انفرادی پیداکنندہ پر آئین مسابقہ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ابتدا میں ان آئین کا انہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ اور انہیں بتدریج دریافت کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ دریافت ان کے تجربات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ قانون پیدائش کنندگان سے لاپرواہ ہو کر آئین قدرت کی طرح پیدائش کی خاص شکلوں میں اپنا کام کرتے رہتے ہیں مصنوعات پیدا کرنے والوں پر حکومت کرتی ہیں۔

ازمنۂ وسطیٰ میں اور خاص کر ابتدائی صدیوں میں پیدائش کی رہنمائی انفرادی ضروریات کی تسکین سے کی جاتی تھی۔ اس پیدائش سے پیدا کرنے والے اور اس کے خاندان کی ضروریات پوری کی جاتی تھیں۔ جہاں کہیں ذاتی انحصار کے تعلقات ہوتے جیسا کہ دیہات میں وہاں جاگیردار کی ضروریات کے پورا کرنے میں بھی مدد دی جاتی۔ ان تمام امور میں مبادلہ نہیں ہوتا تھا۔ اور یہ کہ اشیاء یا مصنوعات اشیائے فروخت کی صورت نہیں لیتی تھیں۔ کسان کا خاندان ہر اس چیز کو تیار کرتا جسکی اسے ضرورت ہوتی۔ کپڑے۔ سامان آرائش اور ذرائع زندگی۔ اور جب اس قسم کے ابتدائی لوگوں نے اپنی ضروریات سے زیادہ اشیاء تیار کرنی شروع کیں اور جاگیردار کو فیس کی صورت میں ادائیگی کا آغاز ہوا۔ تب اور صرف تب اشیائے فروخت بھی پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ اس زائد کو جب اجتماعی مبادلہ اور فروخت کے لئے پیش کیا

گیا۔ تو پیداوار اشیائے فروخت کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ درست ہے کہ شہروں کے دستکار ابتداء ہی سے انہیں مصنوعات کو مبادلہ کے لئے تیار کرتے تھے۔ لیکن وہ بھی اپنی ضروریات کا بیشتر حصہ خود ہی بہم پہنچاتے تھے۔ ان کے باغ اور زمین کے ٹکڑے ہوتے تھے وہ اپنے مویشی کو مشترکہ جنگلوں میں چراتے اور ان جنگلوں سے انہیں لکڑی اور ایندھن حاصل ہوتا۔ عورتیں اُون وغیرہ کو کاتتی تھیں۔ مبادلہ اور فروخت کے لئے مصنوعات کا ابھی عہدِ طفولیت تھا۔ لہذا مبادلہ کم اور منڈیاں محدود تھیں ....

مصنوعات میں سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش سے پیدائش مصنوعات کے مخفی راز بہت بڑی قوت سے ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ قدیم تعلقات منقطع ہو گئے۔ قدیم حد بندی ختم ہو گئی۔ دستکاروں کو مختلف اور جداگانہ مصنوعات تیار کرنے والے آزاد مزدور بنا دیا گیا۔ یہ امر واضح ہو گیا۔ کہ سماج میں مصنوعات کی پیدائش بغیر کسی قسم کے تراج اور اتفاق سے جاری تھی۔ اور یہ تراج زیادہ سے زیادہ وسیع ہوتا گیا۔ لیکن وہ بڑے بڑے ذرائع جن کی مدد سے سرمایہ دارانہ پیدائش نے اجتماعی پیدائش کے تراج کو بڑھایا تھا وہ ان تمام تضادات کی ضد تھے۔ اس انفرادی پیدائشی ادارہ نے اجتماعی صورت اختیار کر لی تھی۔ کیونکہ پیدائش میں حیرت انگیز اضافہ ہو رہا تھا۔ اس طرح اشیا کی قدیم پُر امن اور مضبوط صورت حالات بدل گئی۔ انڈسٹری کے جس شعبہ میں

اس طرز پیدائش کو داخل کیا گیا اس نے کسی طرز پیدائش کو اپنے سامنے ٹھہرنے نہ دیا۔ مزدوری کا میدان جنگ گاہ بن گیا۔ بڑی بڑی جغرافیائی دریافتوں اور نو آبادیوں نے منڈیوں کو وسیع کر دیا۔ اور دستکاریوں کی جگہ بڑی سُرعت سے مصنوعات بننے لے لی۔ جنگ نہ صرف خاص خاص مقامات کے انفرادی پیداکنندگان میں شروع ہوئی۔ بلکہ مقامی کش مکش نے قومی تنازعات کی صورت اختیار کر لی ——— سترہویں اور اٹھارہویں صدیوں کی تجارتی جنگیں۔

آخر کار جدید انڈسٹری اور وسیع منڈیوں کے قائم ہونے سے یہ کشمکش عالمگیر صورت اختیار کر گئی اور ناقابل شنید ہنگاموں کا آغاز ہوا۔ اب طبعی یا مصنوعی ذرائع پیدائش پر انفرادی سرمایہ داروں، صنعتوں اور ملکوں کی زندگی اور موت کا انحصار ہونے لگا۔ ناکام اور افتادہ سرمایہ دار کو حقارت سے ٹھکرا دیا جاتا۔ افراد کی زندگی کے لئے یہ ڈراؤنی کشمکش تھی جس نے قدرت سے ہٹ کر سماج میں بے پناہ تشدد کا آغاز کر دیا۔ وہ حالات زیست جو حیوانات کے لئے طبعی تھے۔ انسانی ارتقا کی آخری صورت میں ظاہر ہونے لگے۔ اب اجتماعی پیدائش اور سرمایہ دارانہ حقوق ملکیت کے تضاد نے تنظیم پیدائش اور پیدائش کے نتائج میں دشمنی پیدا کر دی۔

سرمایہ دارانہ ذریعہ پیدائش ان دو متضاد صورتوں میں حرکت کرتا

ہے۔ جو ابتدا سے اس کا خاصہ ہیں۔ سرمایہ دارانہ ذریعہ پیدائیش اس حلقہ" سے باہر نہیں جا سکتا جسے فوریئر نے دریافت کیا تھا۔ فوریئر اپنے زمانہ میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کہ یہ دائرہ بتدریج تنگ ہو رہا ہے۔ اور ایک دن اسے ختم ہونا پڑے گا۔ ٹھیک اسی طرح جیسے سیّارے اپنے مرکز سے متصادم ہو کر فنا ہو جائیں گے۔ اجتماعی پیدائیش میں نزاع کا یہ لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ انسانوں کی بہت بڑی تعداد روز بروز پرولتاریہ کی صورت اختیار کرتی جاتی ہے۔ اور آخرکار یہ پرولتاریہ پیدائش کے اس نزاع کو ختم کر دے گا اجتماعی پیدائیش کے اس نزاع کی وجہ سے جدید انڈسٹری میں مشینوں کی تکمیل سے انفرادی صنعتی سرمایہ دار تباہی و بربادی مچائے ہوئے ہے۔

لیکن مشینوں کی تکمیل کا مقصد انسانی محنت کو کلی اہمیت و بتاہی اگر مشینوں کے استعمال اور توسیع سے یہ مراد ہے۔ کہ لاکھوں انسانوں کو بیکار کر دیا جائے اور اگر مشینوں کی ترقی سے یہ مراد ہے۔ کہ مشینوں پر کام کرنے والے بیکار ہو جائیں۔ تب اس کا یہ مقصد ہوا۔ کہ ایسے اجرتی مزدوروں کی تعداد کو بڑھانا جن کی سرمایہ داروں کو ضرورت نہیں ہوتی۔ با الفاظ دیگر صنعتی محفوظ فوج تیار کرنا۔ جیسا کہ میں نے ۱۸۴۵ء میں کہا تھا۔ ایک ایسی فوج جو صنعتی کاروبار کے ترقی پذیر زمانہ میں کام کر سکے۔ اور جو ان کے زمانہ

لہ انگلستان کے محنت کش طبقہ کی حالت صہ ۸۴

میں گلیوں میں ماری ماری پھرے محنت کش طبقہ کا سامان زیست کے لئے سرمایہ داروں سے متصادم ہونا۔ اور سرمایہ داروں کے مفاد کے پیش نظر مزدوروں کا کم سے کم اجرتوں پر جھپٹا ہونا۔ مارکس کے الفاظ میں سرمایہ اور محنت کی کشمکش میں مشینری ایک بہت حربہ ہوتی ہے۔ اور یہ مشینیں مزدوروں کو بے کار بناتی رہتی ہیں۔ اور یہ کہ مزدور کی بنائی ہوئی مشین اسے اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ آلات مزد میں کفایت شعاری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسانوں کی محنت ضائع چلی جاتی ہے۔ اور یہ آلات مزد مزدوروں کو بہتر نامہ حالات میں کام کرنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں اور مشینری

"جو اوقات کار کو مختصر کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ وہ مزدور اور اُس کے خاندان کے اوقات کو سرمایہ داروں کی مرضی پر چھوڑ دیتی ہے کیونکہ وہ اپنے سرمایہ کی قدر بڑھانا چاہتا ہے۔"

("سرمایہ" انگلش ایڈیشن صفحہ ۴۰۱)

حالات اس قسم کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ کہ مزدوروں کی کثرت کار کی وجہ سے بہت سے دوسرے مزدوروں کو بیکار ہونا پڑتا ہے۔ اور اُن کی بیکاری ہولناک صورت اختیار کر کے فاقہ کشی میں بدل جاتی ہے۔ اور اس طرح موجودہ انڈسٹری اپنے ملک میں رہنے والوں کی حالت کو تباہ کر کے اپنے لئے خریداروں کی تعداد کو کم کرتی ہے ....

...." دولت کے اضافہ کے ساتھ عوام کی مصیبتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے
دولت اگر ایک طرف جمع ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف مصیبت، غلامی، جہالت
بربریت اور ذہنی ذلت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ اس طبقہ کے لئے ہے۔
جو اپنی مصنوعات کو سرمایہ کی صورت میں بدلتی ہے (مارکس :۔سرمایہ)

سرمایہ دارانہ طرزِ پیدائش سے کسی دوسری تقسیم کی امید کرنا ایسا ہے
جس طرح بیٹری سے منسلک الیکٹروڈز سے یہ توقع کرنا۔ کہ وہ مثبت میں
آکسیجن اور منفی میں ہائیڈروجن کو پانی سے علیحدہ نہیں کریں گے"

ہم دیکھ چکے ہیں۔ کہ انفرادی سرمایہ دار کے پیش نظر اپنی مشینری کو
ترقی دے کر اپنی قوت پیدائش کو بڑھانا ہے۔ اس کے نزدیک ذرائع پیدائش
کی یہ توسیع ایک جبری قانون کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ منڈیوں کی
توسیع اور پیدائش کی وسعت ایک دوسرے کے ساتھ نہیں جا سکتیں دونوں
کا تصادم قطعی اور لابدی ہے۔ چونکہ یہ تصادم اسوقت تک کوئی حل پیش نہیں
کرسکتا۔ جب تک کہ سرمایہ دارانہ طرز پیدائش کے پرخچے نہیں اڑائے جاتے
یہ تصادم وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ سرمایہ دارانہ پیدائش نے ایک اور گمراہ
کن حلقہ پیدا کر لیا ہے حقیقت یہ ہے یہ ۱۸۲۵ میں جب پہلا تجارتی
بحران پیدا ہوا۔ اسوقت سے ابتک ساری صنعتی اور تجارتی دنیا پیدائش
اور مبادلہ کے بیچ ہر دس سال بعد ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ تجارت بند ہو جاتی

ہے۔ منڈیاں مصنوعات سے بھر جاتی ہیں چونکہ وُہ فروخت نہیں ہوتیں۔ اس لئے نقدی نظر نہیں آتی، ادھار ختم ہو جاتا ہے۔ فیکٹریاں بند ہو جاتی ہیں۔ مزدوروں کی بہت بڑی تعداد سامان زلیست سے محروم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس نے ضروریات زندگی کو زیادہ تعداد میں پیدا کیا۔ دیوالیہ پر دیوالیہ اور مقدمے پر مقدمے دکھائی دیتے ہیں۔ اس قسم کا تعطل کئی سالوں تک رہتا ہے۔ ذرائع پیدائش اور مصنوعات کو بہت بڑی تعداد میں تباہ کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اشیائے فروخت جن کی قیمت کم ہو گئی تھی۔ ختم ہو جاتی ہیں۔

پیدائش اور مبادلہ میں آہستہ آہستہ پھر حرکت پیدا ہوتی ہے۔ قدم بڑھتا جاتا ہے۔ پویہ کی صورت اختیار کر لی جاتی ہے۔ اسپ صنعتی دُلکی چھوڑ کر سرپٹ بھاگنا شروع کرتا ہے۔ یہ گھوڑا صنعت، تجارتی قرضہ اور تخمین پھاندتا ہؤا بھگٹٹ ہو کر صنعتی تعطل کے غار میں جا گرتا ہے۔ جہاں سے روانہ ہوُا تھا۔ اور اس طرح بار بار ہوتا رہتا ہے۔ ۱۸۲۵ سے اس وقت تک، (۱۸۷۷)، ہم اِس قسم کے پانچ تعطل دیکھ چکے ہیں اور چھٹے میں سے گزر رہے ہیں۔ اور اس نوعیت کے تعطلوں کی ہیئت اسقدر واضح ہوتی ہے۔ کہ فورئیر ان سب پر یک بار حملہ آور ہوُا۔ جب اس نے پہلے تعطل کو "دَوران خون کی زیادتی" سے تعبیر کیا۔

ان تعطلوں میں اجتماعی پیدائش اور سرمایہ دارانہ منافع کا تضاد ایک
بہت بڑے دھماکے پر ختم ہوتا ہے۔ اشیائے فروخت کا چکر ختم ہو جاتا ہے
زر جو اس چکر کا ذریعہ ہوتی ہے۔ وہ خود اس کے لئے رکاوٹ بن جاتی ہے۔
اشیائے فروخت کے تمام قوانین پیدائش اور چکر الٹ پلٹ جاتے ہیں۔
معاشی تصادم اپنی انتہا پر پہنچ جاتا ہے۔

ذریعہ پیدائش نے بغاوت کر رکھی ہے۔ ذریعہ مبادلہ سے!
یہ حقیقت ہے کہ فیکٹری کے اندر اجتماعی تنظیم بہا نتک ترقی کر لیتی ہے۔ کہ
تعطل کے دوران میں بہت سے چھوٹے بڑے سرمایہ دار اس لئے تباہ ہو جاتے
ہیں۔ کہ سرمایہ کو جمع کر لیا جاتا ہے۔ سرمایہ دارانہ ذریعہ پیدائش کی ساری عمارت
اپنے ہی بوجھ سے زمین پر گر پڑتی ہے۔ سرمایہ دارانہ ذریعہ پیدائش اس قابل نہیں
رہتا۔ کہ وہ ان بیشمار ذرائع پیدائش کو سرمایہ کی صورت دے سکے۔ چونکہ ان
سے کسی نوعیت کا فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ اسلئے صنعتی مزدوروں کی ریزرو فوج
بھی کسی قسم کا فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ ذرائع پیدائش، ذرائع حیات، حاضر مزدور
یعنی پیدائش اور عام دولت کے وسائل کثرت سے موجود ہیں۔ لیکن "یہی
کثرت تباہی اور کمی کا ذریعہ بن جاتی ہے"۔ (فوریئر) کیونکہ صرف اسکی وجہ سے
ذرائع پیدائش اور ذرائع حیات سرمایہ کی صورت اختیار نہیں کرتے۔ کیونکہ سرمایہ
دارانہ سوسائٹی میں ذرائع پیدائش صرف اسی صورت میں کارآمد ہو سکتے ہیں۔

جب وہ ابتدائی تبدیلی سے سرمایہ کی شکل اختیار کر لیں۔ اور انسانی "قوتِ محنت" سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ یہ صورت جو ذرائع پیدائش و حیات کو سرمایہ میں بدل دیتی ہے ——— مزدوروں اور ذرائع پیدائش کے درمیان ایک بھوت کی طرح حائل ہے۔ یہی تبدیلی خام اشیاء اور ذرائع پیدائش کو یکجا ہونے سے روکتی ہے۔ یہی تبدیلی ذرائع پیدائش کو بروئے کار آنے سے روکتی ہے اور مزدوروں کو کام کرنے اور زندہ رہنے سے روکتی ہے۔ لہٰذا ایک طرف تو سرمایہ دارانہ ذریعہ پیدائش اس امر کا مجرم ٹھہرتا ہے کہ وہ ان میں ذرائع پیدائش کو کام میں لانے کی مزید صلاحیت نہیں رکھتا۔ دوسری طرف یہی ذرائع پیدائش بڑی تیزی سے موجودہ تضاد کو رفع کرنے، ذرائع پیدائش کی سرمایہ دارانہ کیفیت کو ختم کرنے اور ان کی مجلسی حیثیت کو عملی طور پر تسلیم کرانے کے لئے زور دے رہے ہیں۔ جوں جوں ذرائع پیدائش کی اپنی سرمایہ دارانہ ماہیت کے خلاف بغاوت پیدا ہوتی ہے۔ اور جیسے جیسے ان کا یہ مطالبہ کہ ان کی مجلسی حیثیت کو تسلیم کیا جائے زور پکڑتا ہے۔ اسی نسبت سے سرمایہ دار جماعت مجبور ہو جاتی ہے کہ ان ذرائع سے جہاں تک ممکن ہو مجلسی سلوک کیا جائے۔

صنعتی دباؤ کے زمانہ میں جب فصلوں میں لامحدود اضافہ ہو جاتا ہے تو بڑے بڑے سرمایہ دارانہ ادارے ناکام ہو کر وسیع ذرائع پیدائش کو ایسی

شکل دیتے ہیں۔ جسے ہم جائنٹ اسٹاک کمپنی کہتے ہیں۔ ترقی کے اگلے دور میں یہ صورت بھی ناکافی ہوجاتی ہے۔ اسی ایک شعبہ میں بڑے پیمانہ پر مصنوعات پیدا کرنے والے ایک خاص ملک میں متحد ہو کر ٹرسٹ قائم کرلیتے ہیں جس کا مقصد پیدائش کو منظم کرنا ہے۔ یہ ٹرسٹ مجموعی پیدائش پر قابو رکھتے ہیں۔ اور سرمایہ دار آپس میں مل کر ان مصنوعات کی قیمت کو پہلے ہی سے مقرر کر دیتے ہیں لیکن جب کاروبار خراب ہوجاتا ہے۔ تو اس قسم کے ٹرسٹ ٹوٹ کر اپنے سے بڑی سرمایہ دارانہ جماعت بناتے ہیں چنانچہ صنعت کا ایک خاص شعبہ ایک بہت بڑی جائنٹ اسٹاک کمپنی کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اندرونی مسابقہ کی جگہ ایک کمپنی کی اندرونی اجارہ داری قائم ہوجاتی ہے۔ ۱۸۹۰ میں اس قسم کا واقعہ رونما ہوچکا ہے الکلی کا کاروبار ۴۸ بڑے بڑے کارخانوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک اسکیم کے ماتحت آگیا۔ جس کا سرمایہ ساٹھ لاکھ پونڈ تھا۔

ٹرسٹوں میں آزادی مسابقہ اجارہ داری میں بدل جاتی ہے۔ جو آزادی مسابقہ کی ضد ہے۔ اور یہ چیز قطعی طور پر سرمایہ داروں کے فائدہ کے لئے ہے۔ لیکن اجارہ داری میں استحصال بالکل واضح اور عیاں ہوتا ہے۔ کوئی قوم اس پیدائش کو برداشت نہیں کرسکتی۔ جسے چلانے والے ٹرسٹ ہوں۔ اور جہاں منافع تقسیم کرنے والی ایک چھوٹی سی جماعت ساری قوم

کو تباہ و برباد کر رہی ہو۔

ٹرسٹ ہوں یا نہ۔ حکومت کو جو نمائندہ ہے سرمایہ دارانہ سماج کی آخر کار پیدائش کی طرف غور کرنا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے اداروں کے لئے ریاستی ملکیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ذرائع رسل و رسائل ـــــ پوسٹ آفس، تار گھر اور ریلوے ـــــ پر ریاست کا قبضہ ہو جاتا ہے۔

اگر تعطّلوں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ بورژوا میں موجودہ ذرائع پیدائش پر تصرف کی کوئی صلاحیت نہیں تو پیدائش کے بڑے بڑے اداروں کا جائنٹ اسٹاک کمپنیوں، ٹرسٹوں اور ریاستی ملکیت بنجانے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بورژوا کا وجود سرے سے بیکار ہے۔ سرمایہ داروں کا تمام مجلسی کاروبار اجیروں کے سپرد ہے۔ سرمایہ دار کا اس کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ کہ وہ اپنا نفع حاصل کرے اور اسٹاک ایکسچینج میں جوا کھیل کر ایک دوسرے کی دولت کو ضائع کرے۔ ابتدا میں سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش نے مزدوروں کو بیکار کر دیا تھا۔ اب اس نے سرمایہ داروں کو مزدوروں کی طرح زائد آبادی میں منتقل کر دیا ہے۔ اگرچہ ان کی حیثیت صنعتی محفوظ فوج ایسی نہیں لیکن یہ تبدیلی خواہ جائنٹ اسٹاک کمپنیوں کی صورت میں یا ریاستی ملکیت کی صورت میں ظاہر ہو۔ اس سے ذرائع پیدائش کی سرمایہ دارانہ حیثیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جائنٹ اسٹاک کمپنیوں اور ٹرسٹوں میں یہ امر واضح ہے۔ کہ

جدید ریاست بھی ایک ایسا ادارہ ہے - جسے بورژوا تنظیم نے پیدا کیا ہے - جدید ریاست خواہ اسکی شکل و صورت کچھ ہی کیوں نہ ہو آخرکار ایک سرمایہ دارانہ مشین، سرمایہ داروں کی ریاست اور مجموعی قومی دولت کی تصوراتی تجسیم ہے جتنی کثرت سے یہ ریاست قومی سرمایہ بنتی ہے اتنی تیزی سے یہ شہریوں کو لوٹتی ہے مزدور مزدور ہی رہتے ہیں ——— پرولتاریہ سرمایہ دارانہ تعلق کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ سر پر سوار ہوتا ہے - اور سر پر سوار ہوتے ہی گر پڑتا ہے - سرمایہ دارانہ ذرائع پیدائش پر ریاست کا قبضہ ہو جانا اس کشمکش کا علاج نہیں ہے بلکہ اس علاج کے عناصر اس کشمکش میں ہی پنہاں ہیں۔

اس کا علاج صرف جدید عناصر پیدائش کی مجلسی حیثیت کو عملی طور پر تسلیم کر لینے اور ذرائع پیدائش اور مبادلہ میں ہم آہنگی پیدا کرنے میں ہے اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے - اگر عناصر پیدائش پر براہ راست اور کھلے بندوں سماج کا قبضہ ہو جائے - موجودہ عناصر پیدائش اور مصنوعات کا پیدائش کنندگان پر جوردِعمل ہوتا ہے - اس سے تمام پیدائش اور مبادلہ میں گڑبڑ پیدا ہو جاتی ہے - اور یہ ردّ عمل قانون قدرت کی بغیر دیکھے بھالے تباہی مچا رہا ہے لیکن اگر عناصر پیدائش پر سماج کا قبضہ ہو جائے - تو ذرائع پیدائش اور مصنوعات کا پیدائش کنندگان اس کی صلاحیت کے مطابق استعمال کریں گے - جس سے وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والی گڑبڑ ختم ہو جائیگی

سرگرم مجلسی قوتیں قوائے قدرت کی طرح اسوقت تک اندھا دھند بنا ہی جاتی ہیں جب تک ہم انہیں سمجھ کر ان کے ساتھ نہیں چلتے۔ لیکن جب ہم انہیں ایک مرتبہ سمجھ لیتے ہیں تو پھر یہ ہمارا اپنا کام ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنے اپنے مقاصد کیلئے زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔ اور یہی حالت آج کل کے بڑے بڑے عناصر پیدائش کی ہے۔ جب تک ہم ان عناصر کی ہیئت کو ضدی بن کر نہیں سمجھتے اس وقت یہ عناصر جیسا کہ ہم ظاہر کر چکے ہیں۔ ہمارے مفاد کے خلاف عمل پیرا ہو کر ہم پر حکمران رہیں گے ـــــ ان عناصر کو سمجھ لینا سرمایہ داروں اور ان کے حامیوں کے مفاد کے خلاف ہے۔

جب ایک مرتبہ ان عناصر کو سمجھ لیا گیا تو پھر ان ابلیسی حکمرانوں کا رضامند غلاموں میں تبدیل ہو جانا کوئی مشکل نہ ہو گا۔ فرق صرف اتنا ہے جتنا آشیان سوز بجلی اور ٹیلیگراف میں کام آنے والی محکوم بجلی میں ہے۔ آتشزدگی اور اس آگ میں جو انسانی خدمت کے لئے روشن کی جائے اگر امروزہ عناصر پیدائش کی ہیئت کو سمجھ لیا جائے۔ تو پیدائش کا موجودہ طراح ختم ہو کر پیدائش کو ایک سکیم کے ماتحت لا کر ملت و فرد کی ضروریات کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ سرمایہ دارانہ ذریعہ پیدائش جس نسبت سے آبادی کی اکثریت کو پرولتاریہ میں بدل دیتا ہے۔ اسی نسبت سے انقلاب پیدا کرنے میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ سرمایہ دارانہ ذریعہ پیدائش یہ

بتدریج ریاست کے قبضہ ہونے سے اِس اِنقلاب کے لئے راستہ پیدا ہوتا ہے۔

پرولتاریہ سیاسی قوت پر غلبہ پاکر ذرائع پیدائش کو ریاست کی ملکیت میں بدل دیتا ہے ۔

لیکن ایسا کرنے سے یہ اپنی پرولتاری حیثیت ختم کر دیتا ہے تمام طبقاتی امتیاز و عناد اور ریاست کو بحیثیت ریاست ختم کر دیتا ہے۔ یعنی اِس خاص طبقہ کو جو لوٹ کھسوٹ پر زندگی بسر کرتا تھا۔ اور جس نے قوت کے بل بوتے پر مزدوروں کو غلام اور اسیر بنا رکھا ہے۔ ریاست کا مقصد تمام افراد کی نمائندگی ہے۔ لیکن ریاست ہمیشہ ایک جماعت کی نمائندگی کرتی رہی ہے۔ قدیم زمانہ میں یہ ریاست مالکان غلام کی نمائندہ تھی۔ ازمنہ وسطی میں جاگیرداروں کی اور ہمارے زمانہ میں بورژوا کی۔ جب یہ ریاست سارے سماج کی نمائندہ ہو جائے۔ تو پھر اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی جب کسی مجلسی طبقہ کو غلام بنانا مقصود نہ ہو جب موجودہ کشمکش حیات ختم کر دی جائے جب پیدائش کا موجودہ نراج مٹ جائے۔ جب طبقاتی حکومت نہ رہے۔ اور جب ظلم سہنے کے لئے کوئی باقی نہ رہے۔ تو اس صورت میں ریاست کی کونسی ضرورت باقی رہتی ہے۔ ریاست کا اوّلین کام جس سے وہ سارے سماج کی نمائندہ ہو سکتی ہے۔ اس کا آخری آزادانہ

اقدام یہ ہے کہ وہ سماج کے نام پر تمام ذرائع پیدائش پر قابض ہو جائے آہستہ آہستہ مختلف شعبوں میں ریاست کی مداخلت ختم ہو جاتی ہے۔ افراد کی حکومت کی جگہ اشیا کی تنظیم اور پیدائش لے لیتی ہے۔ ریاست کو مٹایا نہیں گیا وہ فنا ہو جاتی ہے۔ ان حالات سے اس اصطلاح کا پتہ چلتا ہے جو مظاہرین کی زبانوں "ایک آزاد ریاست" کی شکل میں آتے ہیں۔ اور ان مزاجیوں کے مطالبات کا پتہ چلتا ہے جیسے وہ "ریاست کو مٹا دو" کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ طرزِ پیدائش کے تاریخی منظر کے بعد یہ خیال بارہا پیدا ہو چکا ہے کہ تمام ذرائع پیدائش سماج کی ملکیت ہونے چاہئیں۔ اس خیال کو مختلف افراد اور احزاب مستقبل کا تصور ظاہر کر چکے ہیں لیکن انکا امکان صرف ایسی صورت میں ہو سکتا تھا جب اسباب تکمیل موجود ہوتے ہر دوسرے مجلسی ارتقا کی طرح یہ تصور بھی عملی صورت اختیار کر لیتا۔ لیکن یہ صورت صرف طبقاتی کشمکش اور عدم مساوات کے سمجھنے سے پیدا نہیں ہو سکتی جبکہ بعض جدید معاشی حالات اسے پیدا کر سکتے ہیں۔ سماج کا حاکم اور محکوم کی دو جماعتوں میں بٹ جانا لازمی نتیجہ تھا۔ گذشتہ زمانہ کے ناقص اور محدود ذرائع پیدائش کا۔ جب تک مجموعی مجلسی محنت کا حاصل مشکل سے سب کی ضروریات کے لئے پورا ہوتا ہے۔ اس وقت تک سماج کا طبقوں میں منقسم رہنا ضروری ہے محنتی غلاموں کے ساتھ ساتھ سماج میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو جاتی ہے جو سماج کے مسائل عمومی، ریاستی کاروبار، قانون، سائنس، آرٹ وغیرہم کا خیال رکھتی ہے یہی

وجہ ہے۔ کہ قانون محنت ہی تقسیم طبقات کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ لیکن اس تقسیم محنت سے طبقاتی قسم کی لوٹ کھسوٹ، راہزنی۔ مکاری اور عیاری ہی ختم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی حکمران طبقہ کی قیادت وسیادت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ جو عوام کو لوٹنے سے قائم ہے

اگر طبقاتی تقسیم کیلئے کوئی وجہ جواز ہے۔ تو وہ صرف محدود میعاد کیلئے اور وہ بھی خاص مجلسی حالات کے ماتحت۔ اس طبقاتی تقسیم کا انحصار پیدائش کی قلت پر تھا۔ یہ تقسیم جدید عناصر پیدائش کے ارتقا کے بعد ختم ہو جائیگی۔ سماج میں سے طبقات کو ختم کرنے سے پیشتر تاریخ کا ایک ایسا ارتقائی دور آتا ہے جس میں کسی نہ کسی حکمران جماعت یا طبقاتی امتیازات کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس ارتقائی دور میں ذرائع پیدائش پر ایک خاص جماعت کے متسلط ہونیکے علاوہ یہ جماعت سیاسی، تمدنی اور ذہنی قیادت وسیادت بھی کرنے لگتی ہے جس سے اس جماعت کا نہ صرف بیکار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ یہ جماعت معاشی، سیاسی اور ذہنی ترقی کیلئے ایک بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ اس مرحلہ پر پہنچ کر اس جماعت کا سیاسی اور ذہنی طور پر دیوالیہ ہونا اس جماعت (بورژوا) کے ارکان سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ اس جماعت کے معاشی دیوالیہ کا ہر دس سال کے بعد اعادہ ہوتا رہتا ہے۔ ہر معاشی بحران میں سماج اپنے قوائے پیدائش اور مصنوعات کے بوجھ تلے دب جاتا ہے۔ کیونکہ مصنوعات خریدنے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ اور پیدا کرنیوالے اس بیہودہ تضاد کے سامنے صرف اسی لئے بے بس ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی پیدا کی ہوئی مصنوعات کی کھپت

نہیں کر سکتے۔ ذرائع پیدائش کی وسیع قوت اِن تعلقات کو منقطع کر دیتی ہے۔ جو سرمایہ دارانہ ذریعہ پیدائش کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔ ان زنجیروں سے مزدوروں کی رہائی قوائے پیدائش کی ترقی ہے جس سے پیدائش میں غیر محدود اضافہ ہوتا ہے اس پر اکتفا نہیں ہے۔ اجتماعی ذرائع پیدائش سے نہ صرف پیدائش کی موجودہ مصنوعی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں بلکہ اس سے ذرائع پیدائش اور مصنوعات میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا ہے۔ اور جس سے موجودہ حکمران طبقہ کی احمقانہ فضول خرچی اور اُنکی سیاسی نمائش۔ کی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اجتماعی ذرائع پیدائش سے سماج کے ہر رُکن کی نہ صرف مادی ضروریات پیش کی جائیں گی بلکہ ان کی ذہنی اور جسمانی ترقی کے آزاد اور وسیع ذرائع موجود ہوں گے۔

جب سماج کے قبضہ میں تمام ذرائع پیدائش آ جائیں تو اس سے نہ صرف مصنوعات کی صنائع پر حکومت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ سماج میں پیدائش کا سماج باقاعدہ اور منظم صورت اختیار کر لیتا ہے۔ صرف اسی صورت میں اِنسان حیوانوں کی دُنیا سے ہٹ کر حقیقی اور صحیح اِنسانی زندگی بسر کر سکتا ہے۔

زندگی کے وہ حالات جن سے اِنسان کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ اور جو اب تک اِنسان پر چھایا ہوا تھا۔ اب اِنسان کے قابو میں آگیا ہے جس نے اِنسان کو پہلی مرتبہ نیچر کا شعوری حکمران بنا دیا ہے۔ اب اِنسان اپنی سماجی تنظیم کا مالک و مختار ہو چکا ہے۔ اِس مجلسی اعمال کے قوانین جو اب تک اِنسان کے

سامنے قدرتی قوانین کی صورت میں رونما ہوتے رہتے تھے۔ اور جن کا انسان پر غلبہ تھا۔ اب انسان نے اُن کے متعلق پورا علم حاصل کر لیا۔ اور ان قوانین پر اس کا تسلط ہو گیا۔ انسان کی اپنی مجلسی تنظیم جسے وہ اب تک قدرت اور تاریخ کی ایک ضرورت خیال کرتا رہا تھا آخر کار وہ اس کے اپنے آزاد افعال کا نتیجہ ثابت ہوئی۔ وہ خارجی طاقتیں جو اب تک تاریخ پر قابض تھیں آخر انسان کے قبضہ میں آگئیں۔ انسان صرف اس وقت شعوری طور پر اپنی تاریخ مرتب کرنا شروع کریگا ۔۔۔ اور وہ سماجی اسباب جن کا انسان محرک ہوا تھا وہی نتائج پیدا کریں گے۔ جو وہ چاہتا ہے۔

اور یہ ہے سربلندی ۔۔۔ مملکت ضرورت سے انسان کا مملکت آزادی کی جانب اقدام۔ ہم اس خاکہ کے تاریخی ارتقا کو ان الفاظ میں مختصراً پیش کرتے ہیں:-

۱۔ ازمنہ وسطی کا سماج ۔۔۔ ذاتی پیدائش تھوڑے پیمانہ پر تھی۔ ذرائع پیدائش ابتدائی غیر مفید، مختصر اور زیادہ کارآمد نہیں تھے۔ پیدائش ابتدائی کھپت کے لئے یا تو پیدا کنندہ کے ذاتی استعمال کے لئے ہوتی۔ یا اُسکے جاگیرداروں کے لئے صرف وہی پیدائش جو اس کھپت سے بچ جاتی اسے مبادلہ میں بھیجا جاتا یا فروخت کیا جاتا۔ اسلئے اشیائے فروخت اپنے ابتدائی دور میں تھیں لیکن اس کے باوجود سماج کے ذرائع پیدائش میں نراج کے آثار پنہاں تھے۔

۲۔ سرمایہ دارانہ انقلاب: ابتدا میں عام تعاون اور مصنوعات سے انڈسٹری میں تبدیلی، بڑے بڑے کارخانوں میں منتشر اور بکھرے ہوئے ذرائع پیدائش کا اکٹھا ہونا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انفرادی ذرائع پیدائش کی جگہ اجتماعی ذرائع پیدائش نے لی۔ یہ ایک ایسی تبدیلی ہے جس سے مبادلہ پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑتا۔ قدیم ذرائع استعمال باقی رہتے ہیں سرمایہ دار ظاہر ہوتا ہے۔ ذرائع پیدائش کا آقا ہوتے ہوئے۔ وہ پیدائش کو اشیائے فروخت کی صورت دیتا ہے۔ پیدائش ایک اجتماعی فعل ہو چکا ہے لیکن مبادلہ اور استعمال بدستور انفرادی فعل ہیں۔ اجتماعی پیدائش کا سارا منافع انفرادی سرمایہ دار لے رہا ہے۔ یہی بنیادی اختلاف ہے۔ اس مقام سے تمام تنازعات کا آغاز ہوتا ہے۔ یہی تنازعات ہمارے سماج میں موجود ہیں۔ اور جنہیں جدید انڈسٹری ہمارے سامنے اس طرح پیش کرتی ہے:۔

ا۔ ذرائع پیدائش سے پیدا کنندہ کا انقطاع۔ اُجرتی محنت سے مزدور کی زندگی کی تباہی۔ بورژوا اور پرولتاریہ میں عناد۔

ب۔ اشیائے فروخت کی پیدائش سے متعلقہ آئین میں اضافہ اور اثر۔ بے لگام مسابقہ، انفرادی کارخانہ کی اجتماعی تنظیم اور پیدائش میں بحیثیت مجموعی سماجی تاراج

ج۔ انفرادی کارخانہ داروں کے باہمی مسابقہ سے مشینری کے ارتقا کی وجہ سے مزدوروں کا بیکار ہو جانا۔ صنعتی محفوظ فوج۔ دوسری طرف اس مسابقہ کی وجہ سے پیدائش میں غیر محدود اضافہ تھا۔ طلب کم اور رسد زیادہ ہونے

سے منڈیوں میں اشیائے فروخت کی بھرمار۔ اور مزدوروں کا بیکار اور بے سروسامان ہونا۔ ذرائع پیدائش بغاوت کرتے ہیں صورتِ مبادلہ کے خلاف بورژوا اس لئے مجرم ہے کہ وہ اپنے مجلسی ذرائع پیدائش پر مزید انتظامی صلاحیت نہیں رکھتے۔

۲۔ ذرائع پیدائش کی مجلسی ہیئت کا سرمایہ داروں کی طرف سے جزوی اقرار۔ پیدائش اور رسل و رسائل کے ذرائع پر ابتداء میں مشترکہ کمپنیوں کے ذریعہ غلبہ پانا۔ اور بعد میں ٹرسٹ اور ریاست کے ذریعہ بورژوا جماعت کا بیکار ثابت ہونا۔ کیونکہ اس کا سارا کاروبار امیروں کے ذریعہ ہوتا ہے۔

۳۔ **پرولتاریہ انقلاب**: تضاد کا حل پرولتاریہ کا جمہوری اقتدار پر غلبہ۔ اور اس تبدیلی سے ذرائع پیدائش کو اجتماعی رنگ دیکر انہیں بورژوا کے تسلط سے نکال کر جمہور کی ملکیت بنانا۔ اجتماعی پیدائش کا ایک مجوزہ اسکیم کے ماتحت ہونا۔ ذرائع پیدائش میں اس نوعیت کے انقلاب سے غیر طبقاتی سماج کا ظہور۔ اجتماعی پیدائش سے خراج کے ختم ہونے پر ریاست کے اقتدار کا خاتمہ۔ انسان کا آخرکار اس مجلسی تنظیم سے فاتح قدرت ہو کر خود اپنا آقا ہو جانا۔ آزاد انسان۔

عالمگیر نجات کے اس تاریخی مشن کو پورا کرنا پرولتاریہ کا کام ہے۔ اس کام کے تاریخی کوائف کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرنا۔ اور مظلوم پرولتاریہ کو ان حالات سے پوری طرح آگاہ کرنا پرولتاریہ تحریک کی نظری وضاحت کا کام ہے۔ اور یہی سائنٹفک اشتراکیت ہے۔

(چودھری نذیر احمد نے برانچ کو ارجنٹ ٹیلی پرنٹر لاہور سے نوٹ کرایا)

DUE DATE ٣٣٥

٥٦٩٥